صدسالہ عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر خصوصی پیشکش
حسام الحرمین
اور
علمائے اجمیر شریف
مؤلف
ماہر رضویات مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی
(پی ایچ ڈی، گولڈ میڈلسٹ)
باہتمام
منیغِ رضویت پاسبانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت
خلیفہ حضور مفتی اعظم
حضور سراج ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ
سید سراج اظہر رضوی نوری
صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جشن صد سالہ اعلیٰ حضرت کے زریں موقع پر خصوصی اشاعت

ممدوح عرب و عجم و مجمع علیہ کتاب مستطاب

حسام الحرمین اور علمائے اجمیر شریف

[مع دیگر تصدیقات وضمیمہ جات]

دین بے زاری، مسلک آزاری اور فکری آوارگی کے اس مسموم ماحول کے
پس منظر میں ایک چشم کشا تحریر

ماہر رضویات حضرت علامہ
ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی
(ایم اے، پی ایچ ڈی، گولڈ میڈلسٹ)

ناشر
انجمن برکات رضا، دار العلوم فیضان مفتی اعظم

کتاب: حسام الحرمین اور علمائے اجمیر شریف

زیر سرپرستی: خلیفۂ حضور مفتی اعظم سراجِ ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ سید سراج اظہر رضوی نوری، بانی وسربراہ اعلیٰ دار العلوم فیضانِ مفتی اعظم، پھول گلی، ممبئی ۳

ازقلم: ماہر رضویات حضرت علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی

تصحیح: مولانا افتخار عالم اشرفی ومولانا مجیب الرحمٰن نوری

کمپوزنگ: ابوالرمان وحافظ حیدر علی

بموقع: ۱۴۴۰ھ/۲۰۱۸ء، بموقع جشن صد سالہ اعلیٰ حضرت

تعداد: ۱۱۰۰ر گیارہ سو

ناشر: انجمن برکات رضا، دار العلوم فیضان مفتی اعظم، سید ابوالہاشم اسٹریٹ پھول گلی، ممبئی ۳۔ ۹۸۶۹۱۹۷۵۲۱

مشمولات

☆......☆......☆

حسام الحرمین ایک دستاویز

حضور سراجِ ملت
حضرت علامہ الحاج الشاہ سید سراج اظہر رضوی نوری مدظلہ

رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشادفرمایا ولکم فی القصاص حیوۃ (البقرۃ ۱۷۹) یعنی قاتل کو قتل کرنا معاشرہ کی سلامتی کا ضامن ہے۔ اسی طرح کافر کو کافر بتانا اور اس کی کفریات کا اظہار اور اس کی تشہیر ضروری ہے تا کہ امت مسلمہ اس طرح کے جرائم سے محفوظ رہ سکے۔ حضرت سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس (طبرانی، بیہقی) علامہ جلال الدین دوانی شافعی م ۹۲۸ھ نے لکھا قد صرح الفقہاء بانہ یستحب الکتمان فی المعاصی دون الکفر (الدوانی علی العقائد العضدیۃ ص ۱۰۷)

آپ جانتے ہیں کہ امام الانبیاء والمرسلین افضل الاولین والآخرین حضور رحمۃ للعلمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ذرہ برابر توہین وتنقیص انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ یہ محض ایک قانون نہیں بلکہ ایمان کا تقاضہ ہے کہ جو شان رسالت میں توہین وتنقیص کا مجرم ہو اور اس کے کلام سے صریح توہین آشکارہ ہو یعنی تاویل بعید کی بھی گنجائش نہ ہو تو از روئے شرع ہمیں اسے اسلام سے خارج تسلیم کرنا ہوگا۔

ہندوستان میں رئیس الوہابیہ اسماعیل دہلوی م ۱۲۴۶ھ م ۱۸۳۱ء کے متبعین دو حصے میں منقسم ہو گئے۔ ایک طبقہ تقلید شخصی کا منکر تھا، وہ اہل حدیث کے نام سے شہرت پایا۔ اور دوسرا گروہ جو تقلید کا قائل تھا، وہ دیوبندی جماعت کے نام سے مشہور ہوا۔ تبلیغی

جماعت، دیو بندی وہابیوں کی تبلیغ واشاعت کرنے والی جماعت ہے۔ دیو بندی جماعت کے چار افراد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی سے صریح کفریات کا صدور ہوا۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ اپنے دوسرے سفر حج کے موقع پر ۱۳۲۴ھ م ۱۹۰۵ء میں علماء حرمین طیبین کے نام ایک استفتاء لیکر گئے۔ جس میں ان اشخاص اربعہ کی کفری عبارتوں اور اس کے احکام کا تذکرہ تھا۔ علماء حرمین شریفین نے ان چاروں کو اسلام سے خارج اور مرتد قرار دیا اور فرمایا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ حرمین شریفین کے علماء اور مفتیان کرام کے فتاویٰ وتصدیقات کا مجموعہ حسام الحرمین کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں مکہ مکرمہ کے بیس علماء کرام اور مدینہ طیبہ کے تیرہ علماء کرام کی تصدیقات ہیں۔

حسام الحرمین کے بارے میں ہندوستان میں وہابیوں نے اعتراض کرنا شروع کیا کہ ہمارے اکابر کی عبارتیں اردو میں تھیں۔ اور امام احمد رضا نے عربی میں ترجمہ کرتے وقت کچھ تبدیلیاں کردیا جس سے کفری معنی پیدا ہوگئے۔ لہٰذا شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے غیر منقسم ہندوستان کے دوسواڑسٹھ علماء کرام سے ۱۳۴۴ھ / ۱۳۴۵ھ میں حسام الحرمین پر تصدیقات لیا۔ جو الصوارم الھندیہ علی مکر الدیوبندیہ کے نام سے شائع ہوئی۔ آج کے عہد میں جب کہ تذبذب اور صلح کلیت کا طوفان اہلسنت وجماعت کی جانب بڑھتا چلا آرہا ہے۔ اس کے دفاع کے لئے ہمارے پاس دو ہتھیار ہیں۔ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین اور فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین ۔ حالات حاضرہ میں مختلف اسباب ووجوہات کی کی بنیاد پر لوگ وہابیہ دیابنہ ودیگر فرقوں کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتے نظر آتے ہیں۔

کافر کلامی کو کافر نہ کہنا اور اسے گلے سے لگانا یقینا دین جدید تشکیل دینا ہے ۔رہنمایان دین وملت وسربراہان اہل سنت کو اس جانب اپنی توجہ مبذول کرنی چاہئے اور حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین اور فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین کے احکام پر امت مسلمہ کو عمل پیرا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اہلسنت و جماعت کے جانب تذبذب وصلح کلیت کے بڑھتے ہوئے اسی طوفان کو روکنے کے لئے پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ بانی آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت نے یہ پروگرام آج سے تیس سال قبل شروع کیا تھا لیکن کسی وجہ سے یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو نہ پہونچ سکا۔ بعدازاں فقیر نے بھی اسی تحریک سُنی تبلیغی جماعت ممبئی کے زیر اہتمام اس کام کو دوبارہ شروع کیا اور کچھ حد تک کام بھی ہوا، لیکن مکمل نہ ہوسکا، بہرحال اس کام کو انجام دینے کی ضرورت ہے۔

زیر نظر کتاب 'حسام الحرمین اور علمائے اجمیر شریف' عزیز القدر مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس صاحب کی تالیف ہے، بالاستعاب مکمل کتاب تو نہیں دیکھ سکا، لیکن یہ ضرور ہے کہ عزیز گرامی ڈاکٹر صاحب کی تصنیف و تالیف تحقیق پر مبنی ہوتی ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ موصوف کی اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اپنے دل و دماغ کو جلا بخشیں۔ مولیٰ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر اور کتاب کو مقبولیت عامہ عطا فرمائے۔

آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقیر سید سراج اظہر رضوی نوری
بانی و سربراہ اعلیٰ دار العلوم فیضانِ مفتی اعظم، پھول گلی ممبئی

عرض ناشر

اس پر فتن دور میں جہاں عوام سے لیکر خواص تک مادیت اور نفسانیت کے دلدل میں پھنس چکے ہیں، دنیا کی چمک دمک نے انہیں اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔ مصلحت پسندی کے پر آشوب نعروں سے فضاء مکدر ہو چکی ہے اور صاحبانِ جبہ و دستار بھی علم و امنت کی پرواہ کئے بغیر اسی رو میں بہے جا رہے ہیں۔ اکابرین کے معتقدات و مواقف سے بیزاری کی وبا پھیل رہی ہے۔ اکابرین کی تحقیقات و متفقات پر شب خون مارنے کا نشہ سوار ہے۔ بے لگامی اور بدعملی کی بیماری رگ و پے میں سرایت کرتی جا رہی ہے۔

ان حالات کے تناظر میں آج ضرورت ہے کہ اس عظیم فتوے کی اہمیت و افادیت اجاگر کرتے، موجودہ دور کے علماء سے اس کی تائید و توثیق کرائی جائے، جس فتوے میں امام اہلسنّت مجدد اعظم دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریدہ دہنوں مثلاً، اشرفعلی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد امبیٹھوی اور رشید احمد گنگوہی کے ارتداد و نفاق اور کفر کو اجاگر فرما کر مرتد و بے دین ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا، اور علمائے عرب و عجم سے تصدیقات و تائیدات حاصل کیا۔ اور عوام پر ظاہر فرمادیا کہ اللہ و رسول کا بے ادب و گستاخ مومن نہیں ہوسکتا، جس کی پوری تفصیل 'حسام الحرمین' میں شرح و بسط کے ساتھ موجود ہے۔

پیشِ نظر کتاب 'حسام الحرمین اور علمائے اجمیر شریف' حضرت مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی صاحب کی ترتیب کردہ ہے، جس میں اجمیر شریف اور سلسلۂ چشت کے اکابر علماء کے تاثرات و تصدیقات ہیں۔ صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر انجمن برکاتِ رضا و دارالعلوم فیضانِ مفتی اعظم پھول گلی اس کتاب کو شائع کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کرتی ہے اور دعا گو ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مرتب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ رضویات پر کام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العلمین۔

فقیر سید محمد ہاشمی رضوی
دارالعلوم فیضانِ مفتی اعظم پھول گلی ممبئی
مورخہ ۲۲ رصفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز جمعرات

حرف چند

قطرے ہی دریا بنتے ہیں۔ چنگاریاں ہی شعلوں کو جنم دیتی ہیں اور ذروں کا مجموعہ پہاڑ کہلاتا ہے۔ کام ہی انسان کو دوسرا کام سکھاتا اور کارگر و کامران کرتا ہے۔ کاہل، نکما و ناکارہ اور دوسروں کے کاموں میں کیڑے نکالنے والا شخص کچھ نہیں کرسکتا، نہ اپنے لیے، نہ اوروں کے لیے۔ وہ کٹی پتنگ ہے، ہواؤں اور فضاؤں میں ہچکولے و ہلکورے کھاتا رہتا ہے۔ اللہ کریم ہر انسان، خصوصاً ہر مسلمان کو دوسروں کا ہمدرد و بہی خواہ بنائے۔ فرمان الٰہی اور ارشادات رسالت پناہی میں اس مفہوم کی باتیں موتی کی طرح چمکتی دمکتی دکھائی دیتی ہیں۔ اے اللہ کریم! تو ہمیں مفید بنا، مضر نہ بنا۔ آمین یارب العالمین۔

جلتے اور ڈوبتے شخص سے کوئی بھی یہ نہیں پوچھتا کہ تم کون ہے اور تیرا مذہب کیا ہے۔ ایسی ہولناک گھڑیوں میں انسانی جانوں کا صرف تحفظ مقصود ہوتا ہے۔ یہی 'انسانیت' ہے اور اس کا تقاضا بھی۔ مذہب اسلام اس کی خاص تاکید بھی کرتا ہے۔ لیکن جلنے اور ڈوبنے والا شخص، اگر ہم مذہب ہو، تو یہ ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ہم مذہب بدعملی و بے دینی اور کفر والحاد کی کھائی و گہرائی میں گر پڑتا یا دلدل میں پھنستا نظر آتا ہے، تب تو پھر ہر عالم ہی نہیں، ہر فرد مسلم کا یہ دینی و مذہبی فریضہ بنتا ہے کہ وہ اس شخص کی گردن پکڑ کر اس کٹھن وقت و حالت سے فوراً سے پیشتر باہر نکال لائے۔

بے دینی و بدمذہبی کا منہ زور سیلاب آج گھر گھر دستک دے رہا ہے۔ ایسے نازک حالات میں مسلم معاشرے کے ہر فرد کو اپنی ذمہ داری نبھانے کی سخت ضرورت بہت ہی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ پیش نظر کتاب اسی خالص دینی جذبے سے ترتیب دی گئی ہے۔ تاکہ ہر قاری و سامع اسے پڑھ اور سن کر اول اپنے اہل و عیال اور تب پھر اپنے پڑوس اور اپنے زیر اثر افراد کو بھٹکنے اور بدکنے سے بچا سکے۔ اللہ کریم اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اور اپنے نیک بندوں کے طفیل ہم سب کو اس اہم و اعظم مذہبی فریضے کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ بہی خواہ برادران اسلام۔

طالب دعا: غلام جابر شمس غفرلہ

تمہید و تعارف

تاریخ گواہ ہے۔ دنیا عذاب میں مبتلا تھی۔ آخری نبی کریم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین اپنی نبوت کے اعلان کے ساتھ ہی دعوت اسلام دینا شروع کی ۔قدرتی اور فطری طور پر اسلام اتنی تیزی کے ساتھ عروج پر آیا کہ دشمنان اسلام کے اوسان خطا ہو گئے۔ ازلی بدبخت اور سازشی ذہنی کی پیداوار کفار و مشرکین اور یہود و نصاری نے مل کر بھی اسلام کی ترقی اور سیلابی و طوفانی رفتار پر بندھ باندھنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ نتیجے میں مکر و فریب اور سازش و جعل سازی کا راستہ اپنایا۔ چنانچہ خوارج، معتزلہ، روافض اور ان کی جملہ شاخیں اسی سازش و فریب کاری اور دسیسہ کاری کے اگائے ہوئے خود رو پودے ہیں۔ قرآن و تفاسیر، احادیث و سیر اور تاریخ اسلام کے صفحات ان کے بیانات و شواہد سے بھرے ہوئے ہیں۔

محمد بن عبد الوہاب ۱۲/ بارہویں صدی ہجری کے ربع اول میں خروج کیا اور ۱۳/ تیرہویں صدی ہجری کی پہلی دہے میں مر گیا۔ یہ زمانہ ۱۷۰۳ء تا ۱۷۹۲ء کا ہے۔ اس شخص نے ان قدیم منافقین، یعنی خوارج و روافض اور اہل تشیع و اعتزال کی فضلہ خواری کی، یعنی ان کے چبائے ہوئے باسی لقموں اگلنا شروع کیا۔ ایک ہزار سال کے اسلامی عقائد و نظریات اور مسلمات و معمولات کے خلاف شتر بے مہار اور فیل بدمست کی طرح جنگ کا بگل بجا دیا۔ اس کا رسالہ 'رد الاشراک' جب مکہ مکرمہ پہنچ، تو مدیر مکہ [گورنر] کے حکم سے شیخ احمد بن یونس الباعلوی، شیخ عمر عبد الرسول، شیخ عقیل بن یحی علوی، شیخ عبد الملک اور حسین مغربی وغیرہم علما و مفتیان کرام مکہ مکرمہ نے اس کے پرخچے اڑا دیئے۔ تب پھر جن علما و مشائخ حجاز و بلاد عرب نے رد و تعاقب کیا۔ ان کی ایک نا تمام فہرست ہی ہے:

[۱] محمد عبد الوہاب کے سگے بھائی شیخ محمد سلیمان بن عبد الوہاب نجدی [۱۲۰۸ھ] کی کتاب۔

[۲] بدر الملة السید محمد بن اسماعیل الامیر الصغانی [۱۱۸۲ھ] کی کتاب۔

[۳] امام عبد اللہ بن عیسی بن محمد صغانی [یمن]

[۴] علامہ عبد اللہ بن عبد اللطیف الشافعی۔

[۵] علامہ عفیف الدین عبداللہ بن داؤد حنبلی۔
[۶] قاضی رأس الخیمہ عمان۔
[۷] علامہ شیخ محمد بن عبدالرحمٰن بن عفالق حنبلی۔
[۸] علامہ ابوحامد بن مرزوق۔
[۹] علامہ عطا مکہ مکرمہ۔
[۱۰] ایک بزرگ عالم دین، بیت المقدس۔
[۱۱] علامہ سید علوی بن حداد مکہ مکرمہ۔
[۱۲] علامہ سید علوی بن حداد مکہ مکرمہ۔
[۱۳] علامہ سید علوی بن حداد مکہ مکرمہ۔
[۱۴] علامہ سید علوی بن حداد مکہ مکرمہ۔
[۱۵] علامہ عبداللہ بن ابراہیم میر غنی۔
[۱۶] علامہ شیخ عبدالرحمٰن، مشہور عالم احساء۔
[۱۷] علامہ احمد بن علی قبانی۔
[۱۸] علامہ عبدالوہاب بن برکات شافعی۔
[۱۹] علامہ عبداللہ بن عیسی المویسی۔
[۲۰] شیخ احمد مصری احسائی۔
[۲۱] شیخ محمد صالح زمری شافعی۔
[۲۲] علامہ طاہر سنبل حنبلی۔
[۲۳] شیخ محمد شہیر علامہ صالح الغلانی۔
[۲۴] شیخ محمد بن احمد بن عبداللطیف احسائی۔
[۲۵] شیخ الاسلام علامہ اسماعیل تمیمی مالکی۔
[۲۶] علامہ محقق سید محمود بغدادی حنفی۔
[۲۷] علامہ اجل محقق صالح الکواش تیونس۔
[۲۸] شیخ سید منعمی۔

[۲۹] شیخ سید مصطفی مصری بولاقی۔
[۳۰] علامہ شیخ سمنودی۔
[۳۱] علامہ محقق شیخ اجل سید احمد دحلان مکی شافعی۔
[۳۲] علامہ عصر شیخ یوسف نبہانی بیروت۔
[۳۳] علامہ جمیل صدق زہاوی۔
[۳۴] مفتی فاس مراقش۔
[۳۵] شیخ مصطفی حمامی مصری۔
[۳۶] شیخ ابراہیم حلمی قادری السکندرانی۔
[۳۷] علامہ الکبیر خرامی۔
[۳۸] علامہ حسن شطی حنبلی۔
[۳۹] علامہ شیخ محمد حسنین مخلوف۔
[۴۰] علامہ شیخ حسن خزبک۔
[۴۱] علامہ حفیظ بن عثمان قادری۔
[۴۲] علامہ کبیر شیخ یوسف الدیجوی شافعی۔

اسی معتوب و مخذول مصنف اور مردود و مقہور کتاب 'ردالاشراک' کی فوٹو کاپی ہندوستان میں اسماعیل دہلوی تیار کی۔ یہ شخص ۱۱۹۳ھ میں خروج وظہور کیا۔ ۱۲۴۶ھ میں قتل ہوکر مرا۔ اس شخص نے 'تقویت الایمان' نامی کتاب لکھ کر ہندوستان میں تہلکہ ڈال دیا۔ جامع مسجد دہلی میں مناظرہ ہوا اور اس کی زبان سِل کر رکھ دی گئی۔ مگر برطانوی حکومت کی پشت پناہی نے اسے اور اس کی مردود و نا مسعود کتاب کو چھاپ کر عام کیا اور مسلمانان ہندوستان میں تفرقہ بازی کی بنیاد مضبوط کرگئی۔ اس رسوائے زمانہ تصنیف و مصنف کی تردید میں صدہا علمائے برصغیر و مشائخ کبیر نے صدہا کتب اور رسالے قلم بند کیے۔ اس کی بھی ایک خام فہرست ملاحظہ کیجیے:

[۱] معید الایمان، از شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین دہلوی۔
[۲] حجۃ العمل فی ابطال الحیل، از شاہ موسی بن شاہ رفیع الدین دہلوی۔

[۳] سوال و جواب، از شاہ محمد موسیٰ بن شاہ محمد رفیع الدین دہلوی۔

[۴] چودہ استفسارات پر مشتمل سوالنامہ، از مفتی رشید الدین خان دہلوی۔

[۵] منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال، مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی۔

[۶] نعم الانتباہ لدفع الاشتباہ، از مولانا معلم محمد ابراہیم خطیب جامع مسجد دہلی۔

[۷] دفع البہتان فی رد بعض نبیہ الانسان، از مفتی محمد یونس مترجم عدالت شاہی دہلی۔

[۸] السیوف البارقہ علی رؤس الفاسقہ، از علامہ عبداللہ محدث خراسان۔

[۹] حیات النبی، از مفتی محمد عابد سندھی ثم مدنی۔

[۱۰] ردالمحتار معروف بہ فتاوی شامی، از علامہ ابن عابدین شامی۔

[۱۱] رسالہ رد وہابیہ، شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی۔

[۱۲] ہدایت المسلمین علی طریق الحق والیقین، از علامہ قاضی محمد حسین کوفی۔

[۱۳] تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی، از علامہ فضل حق خیرآبادی۔

[۱۴] امتناع النظیر، از علامہ فضل حق خیرآبادی۔

[۱۵] تقریر اعتراضات بر تقویت الایمان، از علامہ فضل حق خیرآبادی۔

[۱۶] قصیدہ دررد تقویت الایمان، از علامہ فضل حق خیرآبادی۔

[۱۷] المعتقد المستند، از علامہ فضل رسول بدایونی۔

[۱۸] البوارق المحمدیہ، از علامہ فضل رسول بدایونی۔

[۱۹] سیف الجبار علی الاعداء للابرار، از علامہ فضل رسول بدایونی۔

[۲۰] احقاق الحق وابطال الباطل، از علامہ فضل رسول بدایونی۔

[۲۱] تحقیق الحق، از علامہ فضل رسول بدایونی۔

[۲۲] تلخیص الحقیقۃ، از علامہ فضل رسول بدایونی۔

[۲۳] عالم اجل مولانا منورالدین دہلوی۔

[۲۴] تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین، شاہ احمد سعید مجددی دہلوی۔

[۲۵] الحق المبین فی رد الوہابیین، شاہ احمد سعید مجددی دہلوی۔

[۲۶] تذکیۃ الایقان، از خاتم المحققین شاہ نقی علی خان بریلوی۔

[۲۷] ازالۃ الاوہام، از خاتم المحققین شاہ نقی علی خان بریلوی۔

[۲۸] اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، از خاتم المحققین شاہ نقی علی خان بریلوی۔

[۲۹] الصاعۃ الرابیہ علی فرقۃ الوہابیہ، از خاتم المحققین شاہ نقی علی خان بریلوی۔

[۳۰] شمس الایمان، مولانا شاہ محمد محی الدین بدایونی۔

[۳۱] احقاق حق، مولانا شاہ نصیر احمد پشاوری۔

[۳۲] احقاق الحق، مولانا شاہ سید محمد بدر الدین الموسوی حیدر آبادی۔

[۳۳] اشعار الحق، از قطب عصر مفتی ارشاد حسین نقشبندی رام پوری۔

[۳۴] گلزار ہدایت، از مفتی محمد صبغۃ اللہ مفتی مدراس۔

[۳۵] نظام الاسلام، از مفتی محمد وجیہ استاذ مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

[۳۶] مجاہد عظیم مولانا فیض احمد بدایونی۔

[۳۷] فتح المبین، علامہ محمد منصور علی مراد آبادی۔

[۳۸] میزان العدالۃ فی اثبات الشفاعۃ، از مفتی محمد سلطان کٹک [اڑیسہ]

[۳۹] تنبیہ الغرور، از مفتی محمد سلطان کٹک [اڑیسہ]

[۴۰] ازالۃ الشکوک والاوہام، از مفتی حکیم محمد فخر الدین الہ آبادی۔

[۴۱] ذوالفقار الحیدریہ علی اعناق الوہابیہ، از علامہ سید حیدر شاہ، کچھ بھج۔

[۴۲] شرح الصدور فی دفع الشرور، از شاہ محمد مخلص الرحمٰن، چاٹ گام۔

[۴۳] تحقیق التوحید والشرک، مفتی محمد احسن پشاوری۔

[۴۴] تحفۃ المسکین فی جناب سید المرسلین، از علامہ عبداللہ سہارن پوری۔

[۴۵] صلاح المؤمنین فی قطع الخارجین، از مفتی سید محمد لطف الحق بن سید جلیل الحق بٹالوی۔

[۴۶] البیان والحماسہ، از مفتی غلام مرتضی، بریلی شریف۔

[۴۷] ردوہابی، از مفتی محمد محمود پشاوری۔

[۴۸] السیف الصارم لمنکر امام الاعظم، از علامہ فقیر محمد جہلم۔

[۴۹] البراہین الحنفیہ لدفع الفتنۃ النجدیہ، از شاہ محمد عالم آسی امرتسری۔

[۵۰] ضربات الحنفی علی ہامات الوہابیہ، از شاہ محمد عالم آسی امرتسری۔

[۵۱] المدافع النقهیہ فی تردید معقولات النجدیہ، از شاہ محمد عالم آسی امرتسری۔
[۵۲] النجم لرجم الشیاطین، حضرت شاہ محمد خیر الدین دہلوی۔
[۵۳] حفظ المتین عن نصوص الدین، علامہ محمد خیر الدین دہلوی ثم کلکتوی۔
[۵۴] تنزیہ الفوئاد عن سوء الاعتقاد، علامہ محمد عادل کان پوری۔
[۵۵] نصرۃ المجتہدین لرد ہفوات غیر مقلدین، از علامہ وکیل احمد سکندر پوری۔
[۵۶] نصر السنیین علی احزاب الشیاطین، سید شاہ محمد عبد الصمد سہسوانی ثم پھپھوندوی۔
[۵۷] ارغام الشیاطین، سید شاہ محمد عبد الصمد سہسوانی ثم پھپھوندوی۔
[۵۸] الشوارق الصمدیہ، شیر پنجاب علام غلام قادر بھیروی۔
[۵۹] الفتوحات الصمدیہ، پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔
[۶۰] اعلاء کلمۃ الحق، ، پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔
[۶۱] حضرت مولانا شاہ ابوالخیر مجددی نقشبندی۔
[۶۲] تقدیس المرسلین عن توہین الوہابیین، حضرت سید شاہ دیدار علی نقشبندی الوری۔
[۶۳] علامات الوہابیہ بالاحادیث النبویہ،، حضرت سید شاہ دیدار علی نقشبندی الوری۔
[۶۴] ہدایت الطریق فی بیان التقلید والتحقیق،، حضرت سید شاہ دیدار علی نقشبندی الوری۔
[۶۵] الدلائل القویہ فی اثبات کفریات الوہابیہ، مفسر قرآن علامہ نبی بخش حلوائی لاہوری۔
[۶۶] الرمح الدیانی علی رأس الوسواس الشیاطین، مفسر قرآن علامہ نبی بخش حلوائی لاہوری۔
[۶۷] اخراج الوہابیین من مساجد المسلمین، مفسر قرآن علامہ نبی بخش حلوائی لاہوری۔
[۶۸] اظہار انکار المنکرین، مفسر قرآن علامہ نبی بخش حلوائی لاہوری۔
[۶۹] تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان، علامۃ العصر احمد حان پنجابی ثم کان پوری۔
[۷۰] الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ، حضرت علامہ خواجہ محمد حسن مجددی سرہندی۔
[۷۱] العقائد الصحیحہ فی تردید الوہابیہ، حضرت علامہ خواجہ محمد حسن مجددی سرہندی۔
۷۲] تنزیل التنذیر فی نظیر البشیر والنظیر، حضرت شاہ قلندر علی زبیری پانی پتی۔
[۷۳] مجموعہ فتاوی، حضرت شاہ محمد عبد الحق کان پوری۔
[۷۴] الصمصام القاضب لرأس المفتری علی اللہ الکاذب، سید شاہ برکات احمد ٹونکی۔

[۷۵] مکتوب علم غیب، سید شاہ برکات احمد ٹونکی۔

[۷۶] خیر الزاد لیوم المعاد، حضرت علامہ ابو العلا محمد خیر الدین مدراسی۔

[۷۷] انوار ساطعہ، حضرت علامہ محمد عبد السمیع بیدلؔ رام پور سہارن پوری۔

[۷۸] الحبل القوی لہدایت الغوی، سرکار محی شیخ محمد عبد الرحمٰن قادری پوکھر یروی۔

[۷۹] الجواب المستحسن، سرکار محی شیخ محمد عبد الرحمٰن قادری پوکھر یروی۔

[۸۰] تمسک اقوی باحادیث الانبیاء، سرکار محی شیخ محمد عبد الرحمٰن قادری پوکھر یروی۔

[۸۱] نور الہدی فی ترجمۃ المرتضی، سرکار محی شیخ محمد عبد الرحمٰن قادری پوکھر یروی۔

[۸۲] چہک بلبل ناداں معروف بہ حدیث وہابیاں، شیخ محمد عبد الرحمٰن قادری پوکھر یروی۔

[۸۳] شش تکبیر عید واجب، سرکار محی شیخ محمد عبد الرحمٰن قادری پوکھر یروی۔

[۸۴] اعلام الاذکیاء، علامۃ الشاہ سلامۃ اللہ نقشبندی، رام پوری۔

[۸۵] تحقیق الکلام فی ادلۃ وجوہ تعین تقلید الامام،، علامۃ الشاہ سلامۃ اللہ نقشبندی، رام پوری۔

[۸۶] بلاغ المرام، علامۃ الشاہ سلامۃ اللہ نقشبندی، رام پوری۔

[۸۷] ارشاد الحق، حضرت علامہ سید امیر اجمیری۔

[۸۸] اہلاک الوہابیین، حضرت علامہ سید امیر اجمیری۔

[۸۹] ہدایت الوہابیین، حضرت علامہ سید امیر اجمیری۔

[۹۰] الکتاب المجید، حضرت علامہ شاہ خیر محمد امرتسری۔

[۹۱] الصداق المعتابیہ علی رأس الوہابیہ، علام غلام مہر علی، گولڑوی۔

[۹۲] نور حسن، علام غلام مہر علی، گولڑوی۔

[۹۳] عجالۃ الراکب فی امتناع کذب الواجب، حضرت مفتی عبد اللہ، ٹونکی۔

[۹۴] تحفۂ محمدیہ فی ردوہابیہ، قائد کوکن حضرت مفتی سید عبد الفتاح ناسک۔

[۹۵] فتنۃ الوہابیہ، سرشکن وہابیہ علامہ غلام دستگیر ہاشمی قصوری۔

[۹۶] توضیح دلائل وتشریح ابحاث،، سرشکن وہابیہ علامہ غلام دستگیر ہاشمی قصوری۔

[۹۷] تقدیس الوکیل عن الرشید والخلیل،، سرشکن وہابیہ علامہ غلام دستگیر ہاشمی قصوری۔

[۹۸] السیف المسلول عن منکر علم غیب الرسول، علامہ جلیل مفتی نذیر احمد احمد آبادی۔

[۹۹] صیانۃ الناس عن وسواس الخناس،، علامہ جلیل مفتی نذیر احمد احمد آبادی۔
[۱۰۰] اباطیل وہابیہ، حضرت علامہ احمد علی، مؤوی اعظمی۔

یہ سو بس ہے۔ ورنہ کئی سو کتابیں اور بھی ہیں، جو بدعقیدوں کے رد میں ہیں اور یہ کتابیں اور رسالے اردو کے علاوہ عربی و فارسی و ہندی و انگریزی اور دیگر زبانوں میں بھی ہیں۔ یہ قلمی کاوشیں محض علمائے بریلی کی ہی نہیں ہیں، بلکہ بریلوی کہے جانے والے جہان بھر کے اہل اسلام کی ہیں۔ جن کا تعلق چاروں مذاہب فقہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور چاروں مشارب طریقت قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی کی ہیں اور ان سب نے بیک زبان ہو کر خروج و اعتزال اور رفض و شیعیت کی نئی شکل وہابیت اور پھر اس کے بطن سے پیدا شدہ درجنوں نئی جماعتیں اور گروہ کی شدید مذمت و احتجاج درج کیا ہے اور اصول اسلام اور آئین شرع کی روشنی میں ان پر احکام شرع جاری کیے ہیں۔ یہ کوئی ذاتی و گھریلو یا سماجی و سیاسی مسئلہ نہیں ہے، اس کا تعلق تو دین و شریعت اور ایمان و اعتقاد سے ہے۔ اس لیے اسے ہلکے نہ لیا جانا چاہیے، بلکہ ٹھنڈے دل دماغ سے غور و فکر کر کے اپنے دین و ایمان و آخرت کا سامان کرنا چاہیے۔

خوب یاد رکھیے کہ 'تقویت الایمان' کے روپ میں جب اسماعیل دہلوی کا فتنہ اٹھا، تو اس وقت امام احمد رضا پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ ۱۲۷۲ھ میں وہ پیدا ہوئے اور ۱۲۸۶ھ سے انہوں نے علمی و عملی زندگی کا آغاز کیا۔ کتاب 'تقویت الایمان' ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ میں لکھی گئی۔ مشہور تاریخی شاہی جامع مسجد دہلی میں مناظرہ ہوا۔ تب سے ۱۲۸۶ھ تک درجنوں مناظرے، مباحثے ہوئے اور ان کی روداد یں لکھی اور چھاپی گئیں۔ درجنوں کتابیں، رسالے اور اشتہارات رد میں شائع ہو کر پور برصغیر میں عام ہوئے اور اس پیکار و آزار و آویزش میں برصغیر کے تمام علما، مفتیان کرام اور مشائخ عظام نے یک جٹ اور یک زبان ہو کر نمایاں کردار ادا کیا اور مسلمانان برصغیر کے ایمان و اعتقاد کی حفاظت و صیانت فرمائی۔

یہ بھی خوب یاد رکھنے کی بات ہے کہ تقویت الایمانی فتنہ کو ہوا دینے میں علمائے دیوبند نے بڑی مخلصانہ سرگرمی دکھائی۔ دہلی اور دیوبند ہی اس قضیہ کے خاص پڑاؤ تھے۔ پھر

پنجاب میں بٹالہ، راجستھان میں ٹونک اور بہار میں صادق پور کے چند علما نما افراد خم ٹھونک کر اس میدان میں آ گئے۔ یکا دکا فرد یہاں وہاں سے بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس بحث کے اس مرحلے میں یہ بات بھی بہت ہی اچھی طرح سے ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ 'حسام الحرمین الشریفین' کی تالیف وطباعت سے بہت پہلے ہندوستان کی اس اعتقادی جنگ کی گونج ہند سے اٹھ کر حجاز اقدس تک پہنچ چکی تھی۔

برصغیر بھر کے خدا ترس عالم حجۃ العصر حضرت شاہ وصی احمد محدث سورتی ثم پیلی بھیتی کی 'جامع الشواہد، مناظر اسلام حضرت علامہ نذیر احمد رام پوری ثم احمد آبادی کی تصنیف 'صیانت الناس' سرشکن وہابیہ، بیخ کن دیابیہ شیر پنجاب حضرت علامہ غلام محمد دستگیر ہاشمی قصوری کی 'تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل' اور بزرگ عالم ربانی حضرت شاہ محمد سلامۃ اللہ نقشبندی اعظمی ثم رام پوری کی کتاب 'اعلام الاذکیاء' علما و مشائخ مکہ مکرمہ کی نظروں سے گزر چکی تھی اور ان تصانیف و مصنفین کے ذریعہ علمائے وہابیہ و دیابنہ کے اقوال و عبارات سے وہ واقف و آگاہ ہو کر حکم شرع سنا چکے تھے۔

جب قول فیصل کی صورت میں 'حسام الحرمین الشریفین' سامنے آئی، تو یہ کسی ایک صوبے یا ملک کے اہل علم نے نہیں، بلکہ تمام عالم اسلام کے جید و جلیل الشان اہل علم و فن اور صاحبان افتا و قضا نے حق و باطل اور ایمان و کفر کا مسئلہ سمجھ کر ہاتھوں ہاتھ لیا اور کفر و کافری کی غارت گری سے اہل اسلام کو بچانے کے لیے صف آرا ہو گئے۔ حجاز اقدس میں حرمین محترمین مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور پھر تمام ممالک اسلامیہ و بلاد عربیہ کے ذمہ دار، دیندار علما و مشائخ اور مفتیان کرام و قاضیان اسلام، جن کی تقاریظ و تصادیق کی روشن تحریروں سے اس کتاب مستطاب کا دامن مملو و مشحون اور اوراق و صفحات معمور و بھرپور ہے، ان کا تعلق علم و فضل کے تمام شعبوں اور جہان اسلام کے نامور علمی شہروں سے ہے۔ نمایاں نام تو یہی مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، یمن، احساء، رأس الخیمہ، شام، دمشق، حلب، مصر، بغداد، عراق، فلسطین، لبنان، بیروت، تیونس، مراقش، فاس، مغرب، الجزائر، موریتانیہ، انڈونیشیا اور ہند و پاک تو خیر ہاتھ کے نیچے ہی ہے۔

علمائے حجاز اور ممالک عرب کے جن علما و مشائخ نے 'حسام الحرمین الشریفین' کے

اجماع و اتفاق پر دستخط و مہر کیے ہیں، ان کی تعداد ۸۱ رسے زائد ہے اور وہ اسلامی علوم و فنون، قضا و افتا اور خصوصاً علم اصول و کلام کے ماہرین تھے اور دینی شعور و دیانت کے اہم عہدوں اور مناصب جلیلہ پر فائز تھے۔ مثلاً صدر مملکت، وزیر اعظم، وزیر تعلیم، وزرائے مذہبی امور، مفتی، مفتی اعظم، قاضی، قاضی القضاۃ، مفتی حنفیہ، مفتی شافعیہ، مفتی مالکیہ، مفتی حنابلہ، شیخ العلما، شیخ الخطبا، شیخ الائمہ، شیخ الدلائل، شیخ السادہ، مرشد طریقت، مرشد السالکین، اسلامی مجلس شوری کے اراکین اور نیز وہ متبحر علما و مفتیان کرام تھے، مفسرین و محدثین تھے، فقہا و اصولیین تھے۔ اسلامی دنیا کی اہم ترین مساجد و مراکز اسلامیہ کے خطبا و ائمہ و عہدیدار تھے۔

ہند و پاک کے وہابیہ و دیابنہ سر پر جب 'حسام الحرمین الشریفین' سیف براں اور برق خاطف بن چمکی، تو یہ بہروپیہ کی طرح بھیس بدل کر عوام مسلمین کو یہ کہہ کر دھوکہ دینا شروع کیا کہ علمائے دہلی و دیوبند کی کتابیں تو اردو میں ہیں۔ علمائے حجاز اردو سے نابلد ہیں۔ چنانچہ فتوی توڑ مروڑ کر حاصل کیا گیا ہے۔ اس دھوکہ و فریب کی بخیہ دری کے لیے شیر بیشہ اہل سنت مولانا شاہ محمد حشمت علی خان پیلی بھیتی نے ۱۳۴۵ھ میں ایک استفتا مرتب کر کے علمائے ہند و پاک کے روبرو پیش کیا۔

جس کا جواب علمائے ہند و سندھ نے انشراح صدر کے ساتھ لکھا اور باغیان اسلام و دشمنان خدا و رسول کے چہروں سے نقاب و مکھوٹا اٹھا دیا، جو ان کی کلمہ گوئی کے چہروں پر پڑا ہوا تھا۔ اسی استفتا اور اس کے جوابات اور تائیدات و تصدیقات کے مجموعہ کا نام ہے 'الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ'۔ موضوع کی مناسبت سے یہاں علمائے اجمیر شریف و اطراف اجمیر شریف کی تحریریں پیش ہیں، جو انہوں نے 'الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ' میں قلم بند کی ہیں۔ کتاب میں درج نمبر شمار من و عن رکھا گیا ہے۔ عنوان یہ ہے:

فتوی سرکار اعظم اجمیر مقدس

[۴۴] یہ لوگ ان اقوال خبیثہ کی وجہ سے کافر و مرتد خارک از اسلام ہیں۔

ایسوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ 'من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر۔ فتاوی علمائے حرمین کریمین بلاشبہ حق ہیں۔ ان کا اتباع اہم الفرائض اور ان کا ماننا نہایت ضروری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر ابوالعلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ۔

[۴۵] بے شک دعوائے نبوت کفر اور گستاخیاں شان اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کفر اور ارتداد اور اللہ عزوجل صادق سبحان کو کذب کا عیب لگانا کفر صریح۔ علی ہذا علم اقدس نبوی صلی الہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شیطان ملعون کے علم سے کم بتانا موجب لعنت وکفر۔ نیز حضور اقدس وانور صلی الہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم اعلیٰ کو مذکورہ اشیا کے علم سے تشبیہ دینا توہین علوم نبوی اور موجب ارتداد وکفر اور ان کفریات کا قائل اور یہ اشخاص، جن کی کتب مطبوعہ سے اس قسم کے عقائد ثابت ہیں، حسب فتاوائے علمائے حرمین شریفین نہ محض بے ادب اور گستاخ، بلکہ خدا ورسول کے دشمن اور بقاعدۂ شرعیہ کافر ومرتد ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امتیاز احمد انصاری مفتی دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف۔

[۴۶] بے شک ان اقوال کا قائل ومعتقد کافر ہے اور فتاوائے حرمین حق ہیں۔ محمد عبدالمجید عفی عنہ، مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف۔

[۴۷] ان کان ذلک فذلک۔ عبدالحیٔ عفی عنہ، مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف۔

[۴۸] الجواب صحیح۔ فقیر غلام علی عفی عنہ۔

[۴۹] لا ریب فیما صرح فی کتاب 'حسام الحرمین' المکرمین الشریفین فالعمل بہ واجب، فقیر محمد حامد علی عفی عنہ۔

[۵۰] جواب صحیح ہے۔ غلام محی الدین احمد عفی عنہ بلیاوی۔

[۵۱] جواب صحیح ہے۔ فقط احمد حسین رام پوری عفی عنہ۔

[۵۲] الجواب صحیح۔ قاضی محمد احسان الحق نعیمی، مفتی بہرائچ شریف۔

[۵۳] اجاب به المجیب اللبیب فهٰذا هو الحق الصریح،
احمد مختار الصدیقی، صدر جمعیۃ علمائے بمبئی۔

[۵۴] الجواب صحیح۔ ابوالہدیٰ محمد عظیم اللہ علمی عفی عنہ۔

[۵۵] اصاب من اجاب، ابوالحسنات سید محمد احمد رضوی قادری الوری۔

[۵۶] اصاب من اجاب، خادم الفقراظہور حسام غفرلہ۔

[۵۷] ختم نبوت کے بعد دعوائے نبوت کفر، توہین سرکار رسالت کفر، بلکہ اعظم الکفریات، والعیاذ باللہ، حررہ الفقیر محمد عبد القدیر قادری بدایونی [فرزند حضرت تاج الفحول رحمۃ الہ علیہ]

[۵۸] اشخاص مذکورہ مرتد وکافر اور فتاوی 'حسام الحرمین' واجب العمل، فقیر سید غلام زین العابدین سہسوانی۔

[۵۹] 'حسام الحرمین' میں جو کچھ لکھا ہوا ہے، سب برحق ہے۔
فقیر محمد محسن عفی عنہ۔

[۶۰] جواب صحیح ہے۔ فقیر اسد الحق مرادآبادی عفی عنہ۔

[۶۱] فتاوی 'حسام الحرمین الشریفین' بلاشک صحیح اور اس پر عمل لازم، فقیر محمد فخر الدین بہاری پورنوی غفرلہ۔

[۶۲] فتاوی 'حسام الحرمین الشریفین' بلاشبہ حق است و برآں عمل کردن از ضروریات دین است، فقیر غلام معین الدین بہاری عفا عنہ الباری۔

[۶۳] من اعتقد او تفوہ بقول من الاقوال المذکورۃ فھو کافر بلا شبھۃ و من شک فی کفرہ فقد کفر و 'حسام الحرمین صحیح حق والعمل بہ واجب، واللہ اعلم۔
الفقیر الحافظ عبد العزیز المرادآبادی غفرلہ اللہ ذی الایادی۔

[۶۴] فتاوی 'حسام الحرمین' بلاشبہ حق ہے اور اس پر عمل واعتقاد اہم الفرائض، غلام سید الاولیا محی الدین الجیلانی المتعوذ باللطف الرحمانی، علی گڈھ۔

[الصوارم الہندیہ، طبع دوم اجمیر شریف، ۲۰۰۷ء، ص: ۴۰، ۴۱، ۴۲]

فتاوی علمائے حاضرین عرس اجمیر مقدس رجب المرجب ۱۳۴۷ھ

[۲۳۰] ضرور ان عبارات مذکورہ میں ضرور تکذیب خدائے قدوس جل جلالہ وتوہین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انکار ضروریات دین ہے ۔مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے عقائد والوں سیا وران کے معتقدوں سے اجتناب کریں۔و باللہ التوفیق ،واللہ تعالیٰ اعلم، سید محمد محمود زیدی حسینی الوری۔

[۲۳۱] ھذا الجواب صحیح و مطابق لمذھب اھل السنة و الجماعة، کتبہ الفقیر الی اللہ السید محمد میران الشافعی کان اللہ لہ المدرس بمدرسۃ نجم الاسلام الواقعۃ فی بلدۃ بھیمڑی من مضافات تھانہ۔

[۲۳۲] الجواب صحیح ،فقیر نثار احمد ناگوری۔

[۲۳۳] ھذا الجواب حق، فقیر شمس الدین احمد جون پوری۔

[۲۳۴] الجواب صحیح ،فقیر محمد حامد علی فاروقی عفی عنہ، مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین، رائے پور، سی پی۔

[۲۳۵] الجواب صحیح ،حبیب الرحمٰن غفرلہ۔

[۲۳۶] الجواب حق و صواب، رشید الدین احمد غفرلہ الصمد بریلوی ،الحال وارد دار الخیر اجمیر۔

[الصوارم الہندیہ، طبع دوم، اجمیر شریف، ۲۰۰۷ء، ص: ۸۶]

صاحبزادہ سید شاہ محمد فضل المتین صاحب چشتی گدی نشین درگاہ معلیٰ اجمیر شریف

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انا ارسلناک شاھداَو مبشراَو نذیراَلتؤمنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ اصیلاَ۔

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔ تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

اللہ کی رحمت ہو، ان پاک نفوس پر، جنہوں نے اللہ کے فضل سے اس کے دیئے ہوئے علم سے 'دین' کی بنیادیں مستحکم کیے اور دیدہ وری کے ساتھ ہوش مندی سے اسلامی معاشرہ میں پیدا ہونے والے مسائل کا حل امکانی طور پر قرآن حکیم اور حدیث شریف سے تلاش کیا۔ یہی ہمارے اصل رہنما ہیں اور ان سے کما حقہ واقفیت ہی اپنی اپنی فہم کے مطابق وہ راستے دِکھاتی ہے، جنہیں اسلام کا 'اصل اصول' کہا جاتا ہے اور کبھی اپنی فہم کی گمراہی 'اصل اصول' سے دور لے جاتی ہے اور اس دوری اور گمراہی کی روک تھام کے لیے ان علما کو آگے آنا ہی ہوتا ہے، جو اپنا فرض منصبی جانتے اور پہنچانتے ہیں۔

مولانا حشمت علی نور اللہ مرقدہ کا شمار دین اسلام کے اپنے وقت کے ان علما میں ہوتا ہے، جو دین کی خدمت کا سچا جذبہ اور کھرا دینی شعور رکھتے تھے۔ وہ ایک اچھے ناظم مدرسہ، استاذ، مفسر، محدث، فقیہ اور صاحب مناظرہ تھے۔ انہیں مظہر اعلیٰ حضرت، شیر بیشہ اہل سنت کہا جاتا تھا۔ وہ اپنے پیشرو مسلک اہل سنت کے داعی کی کتابوں کے کامیاب ناشر و مبلغ تھے۔ وہ طبعاً راست گو تھے۔ اس 'ناصر اسلام' کی اپنے مسلک کے لیے خدمت یادگار، پائیدار، بے مثال اور لازوال ہیں۔ انہوں نے اہل سنت سے مختلف عقائد رکھنے والے افراد اور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام کو اپنا نیا دین بنانے والے گمراہوں سے کھل کر اور جم کر مناظرے کیے اور دین حق کی حقانیت کے پرچم لہرائے۔

بحمد اللہ! انہوں نے اللہ کے فضل سے ہر مناظرے میں کامیابی اور سرخروئی حاصل کی۔ ان میں حمیت اسلام اور جرأت ایمانی کا جوش غضب ناک حد تک تھا اور اپنے اس جذبے کے لیے وہ منفرد تھے۔ انہوں نے مشہور عالم کتاب مستطاب 'حسام الحرمین' کے لیے علمائے وقت سے

استفسار کیا۔ فتاوے حاصل کیے اور انہیں شائع کیا۔ یہ کسی ایک عالم کے نہیں ہیں، ہندوستان کے گوشۂ شمال و جنوب اور مشرق و مغرب اور بیرون ہند کے معتبر علما کے اظہار رائے، تائید، تصدیق پر مشتمل ہیں۔

ہر وقت مسائل پیدا ہوتے ہیں اور ان کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔ یہ تو عام بات ہے۔ لیکن دین اسلام کی بنیادی امور سے انحراف اور اس کی بیخ کنی کرنے والے عقیدہ کو حامیان دین متین نے کبھی برداشت نہیں کیا اور اس کے خلاف مؤثر اور مضبوط آواز اٹھائی ہے اور صف آرا ہوئے ہیں اور فتح ہمیشہ باطل پر حق کو ہی ملی ہے۔ مرزائی، قادیانی، وہابی اور دیوبندی جیسے حضرات نے دین اسلام میں جو مسائل پیدا کیے اور عالم اسلام میں انتشار اور خلفشار رہا اور تفرقہ پڑا، وہ صورت حال یقیناً نا قابل برداشت تھی اور اس نقاب کو اٹھانا ضروری تھا، جو گمراہوں کے چہرے پر پڑا تھا۔

مافی الضمیر کی کج روی کے سبب الفاظ کے گورکھ دھندوں سے جو گمراہی عام کی جا رہی تھی، اس کے خاتمہ کے لیے قرآن و حدیث کے علاوہ کسی اور کو رہنما نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ اس لیے خالص اسلامی طریقہ دینی فتاوی ہی ضروری تھے اور وہ بھی اس کتاب مستطاب پر جو داعی اہل سنت اپنے وقت کی عبقری شخصیت حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی تصنیف ہے اور ایسی تصنیف ہے، جو اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک لا جواب اور مدلل کتاب ہے۔ جہاں ترتیب و اشاعت سے مولانا حشمت علی صاحب نے اپنی ذمہ داری نبھائی ہے، وہاں اہل اسلام کو یہ معلوم ہوا کہ تمام علما نے متفق اللفظ 'یک زبان' پر 'حسام الحرمین' کی تائید و توثیق و تصدیق کی ہے۔

امام مسلک اہل سنت مولانا احمد رضا خان صاحب کے لیے ہمیشہ یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ وہ عالم تھے۔ فقیہ تھے اور قرآن و حدیث ان کے علم و آگہی کی روشنی تھی۔ انہوں نے جس مسئلہ پر قلم اٹھایا، موضوع سے انصاف کیا۔ موضوع سے متعلق تمام امور پر نظر رکھی اور اپنی بات مضبوط، مستند اسناد کے حوالے سے کہی اور دلیل و شہادت سے ایسی بات

کی، جو نا قابل تردید رہی ہے۔ ابھی امام مسلک اہل سنت پر کام ہی کہاں ہوا ہے۔ ان کی خدمات پردۂ خفا میں ہیں۔ جیسے جیسے وقت گزرے گا، وہ سامنے آئیں گی اور ان کے علم وفضل کی روشنی جگمگائے گی۔ اللہ تعالیٰ 'الصوارم الہندیہ علی مکر الشیاطین الدیوبندیہ' کے مصنف پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی راہ چلنے والوں سے وہ کام لیتا رہے جس کا آغاز ان کے پیشرو نے کیا تھا اور مجھ سے نا اہل کو بھی ان کی راہ کا آشنا بنائے رکھے، آمین بجاہ معین الحق والدین علیہ الرحمۃ والرضوان۔

سید محمد فضل المتین صاحب چشتی
گدی نشین درگاہ معلیٰ اجمیر شریف۔

[الصوارم الہندیہ طبع دوم اجمیر شریف، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۰،۹،۸]

چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

وہابیہ ودیابنہ اور دیگر فرق ضالہ کے کفر وارتداد کی تائید وتوثیق کرتا ہوں
مشہور مرشد طریقت حضرت سید شاہ محمد جیلانی اشرف کچھوچھہ مقدسہ
بانی وامیر صوفی فاؤنڈیشن، وارد حال اجمیر شریف

آفرینش سے رہتی دنیا تک شرار بولہبی سے چراغ مصطفوی کی نبرد آزمائی نظام قدرت کا ہی سلسلہ ہے، جو ہر دور اور صدی میں جاری تھا اور جاری رہے گا۔ شرار بولہبی نے نت نئی اجتماعی قوت کے ساتھ جب جب خیر امت کو بکھیرنے کے لیے پیر پھیلائے، حجۃ اللہ البالغہ کے پیارے ونیارے روپ میں احمد رضا آیا۔ جس نے رضائے مولیٰ ورضائے احمد کے چراغ روشن کر کے 'قد تبین الرشد من الغی۔ بے شک خوب جدا ہو گئی ہے، نیک راہ گمراہی سے۔ البقرۃ آیہ ۲۵۶' کی بخشیدہ الٰہی ڈیوٹی کو اخلاص بھرے جذبے سے انجام دیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ

سلسلۂ قدس انبیائے کرام کے وجود مسعود سے انجام پذیر ہوتا رہا۔ باب نبوت بند ہو جانے کے بعد اس کار ہدایت کو انجام دینے کے لیے علمائے ربا نیین و اولیائے صالحین آتے رہے۔ اپنی بات کو قریب لانے کے لیے عرض ہے کہ شرار بولہبی چودھویں صدی ہجری میں وہابیہ و دیابنہ کی شکل میں نمودار ہوا۔ عرب و عجم میں امت مرحومہ نئے فتنہ و بلا میں مبتلا نظر آنے لگی۔ مگر عادت الٰہی نے کرم گستری کی۔ رضائے مولیٰ نے رحم فرمایا اور احمد رضا کو چراغ مصطفوی کی روشن لو کو روشن رکھنے کے لیے منتخب کیا گیا۔

فقیر اشرفی نے لفظ 'منتخب' کو غلو واندھی عقیدت کی بنیاد پر نہیں لکھا ہے، بلکہ چودھویں صدی ہجری میں سواد اعظم کی عبقری و نابغۂ روزگار شخصیتوں کی جلو میں صرف اور صرف احمد رضا ہی آگے بڑھتے نظر آرہے ہیں۔ سب جانے دیں۔ خود بریلی میں بڑا باپ نقی علی خان موجود ہے۔ عظیم دادا رضا علی خان ہیں۔ مگر چراغ مصطفوی کی امانت کی حفاظت وصیانت، تجدید واحیا کے لیے نہ باپ، نہ دادا، بلکہ بیٹا احمد رضا ہی منتخب ہوئے۔ تقریباً ایک صدی ہونے کو آئی ہے۔ چراغ سے چراغ چلتے رہے۔ نور خدا فروغ پاتا رہا اور ظلمات کی غارت گری سے خیر امت بچی رہی۔

مجھے یاد آتا ہے کہ ۱۹۷۶ء میں جب 'المیزان' کا 'امام احمد رضا نمبر' شائع ہوا تھا، تو میرے اداریہ 'دو دو باتیں' جس کا عنوان 'آج دنیا کو احمد رضا چاہیے' اور جس میں فقیر اشرفی نے بالکل انوکھے اور نئے زاویے کے ساتھ فاضل بریلوی جیسی عہد ساز شخصیت پر ریسرچ و تحقیق کی راہوں کی نشاندہی کی ہے۔ 'المیزان' کا 'امام احمد رضا نمبر' اور اداریہ کی ملک و بیرون ملک میں جس قدر پذیرائی ہوئی ہے، اس کی مثال ماضی قریب کی کسی بھی خصوصی اشاعت کو حاصل نہیں ہوئی۔ فقیر اشرفی کھلے پن سے لکھ رہا ہے کہ 'المیزان' کا 'امام احمد رضا نمبر' شائع کر کے امام احمد رضا پر کوئی احسان نہیں کیا گیا ہے، بلکہ میرے خانوادۂ اشرفیہ کے اکابر امام المشائخ حضرت علامہ سید احمد اشرف اور مخدوم الامت حضرت محدث اعظم

ہند کی تربیت رضا کے مقدس ایام ہوں یا اعلیٰ حضرت بریلوی و اعلیٰ حضرت اشرفی علیہما الرحمہ کے مابین مودت وعقیدت کے انمٹ نقوش ہوں۔ان دونوں خانوادہ کی بارگاہ میں 'امام احمد رضا نمبر' خراج عقیدت ہے اور بس میری یہ بات جذباتی عقیدت کہہ کر بے اثر نہیں کی جاسکتی۔کیوں کہ یہ تاریخی حقیقت ہے ،جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا ہے۔

اس تاریخی ودستاویزی حقیقت و دیانت کو دیکھنا ہے ،تو زیر نظر کتاب 'الصوارم الہندیۃ' کو پوری کی پوری پڑھ جایئے۔عرب وعجم ،ہند و سندھ کے سواد اعظم اکابر ملیں گے اور ان کی پہلی صف میں خانوادۂ اشرفیہ کے اکابر علما ومشائخ پوری توانائی کے ساتھ حق کی پاسداری میں نظر آئیں گے ۔مولیٰ تعالیٰ شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمہ کا مجاہدانہ کردار ہمیشہ سلامت رکھے ۔جس نے کبھی بھی اور کسی بھی موڑ پر حق گوئی و بے باکی کی آئین شکنی نہیں کی اور لومۃ لائم سے بلند ہو کر شرار بولہبی سے لڑنے والوں میں نمایاں کردار ادا کیا ۔خدا ان کے خانوادہ ،شہزادوں کو آشوب روزگار سے بچاتا رہے، آمین۔

عقل کی پاسبانی سے دل وعقل کی جنگ میں اپنے دل کو مجبوراً یا مسروراً کبھی کبھی تنہا بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔اس لیے توجہ سے دل کی آواز سنی ،تو یہ آواز کہ سواد اعظم کی نئی نسل کے لیے 'الصوارم الہندیۃ' کی اشاعت جدید کا حوصلہ بیکراں لے کر میدان عمل میں آنے والے کو رب کریم اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل ڈھیر ساری برکتیں دے۔میری مراد گدائے خواجہ حضرت علامہ قاری حافظ ارشاد احمد مغربی چشتی رضوی اجمیری سے ہے۔حضرت مغربی کو ان کے رب تعالیٰ نے کچھ لے کر بہت کچھ عطا فرمایا۔مولائے کریم اس عطا کو عطائے رسول رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے سلامت ومحفوظ رکھے، آمین۔

اخیر میں فقیر اشرفی سید محمد جیلانی اشرف بن مجذوب الٰہی سید محامد اشرف بن مخدوم الملت حضرت محدث اعظم ہند زیر نظر کتاب 'الصورام الہندیۃ' میں

ظاہرو باہر عقیدۂ اہل سنت کے بموجب وہابیہ ودیابنہ اور دیگر فرق ضالہ کے کفرو ارتداد کی تائید وتوثیق کرتا ہوں اور اپنے تمام متعلقین ومتوسلین ومریدین وخلفا برادران وعقیدت مندان اور تمام عوام وخواص اہل سنت کونصیحت ووصیت کے طور پر اخلاص بھرے جذبے سے عرض پرداز ہوں کہ 'الصورام' میں مندرجہ علماو مشائخ واکابر سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی تائید وتوثیق کے مطابق درج شدہ تمام فرقہائے باطلہ اوران کے کفروارتداد کی بنیاد پر دوررونفوررہ کر بیان شدہ احکام شرعیہ کی بجا آوری کریں۔اسی میں دین ودنیا اور قبر وحشر میں نجات کی ضمانت ہے۔

کیوں کہ ہمارے بزرگوں کا طریقۂ قدیم رہا ہے کہ محبت بھی اللہ کی رضا کے لیے اور دشمنی بھی اللہ کی رضا کے لیے۔'الحب للہ والبغض للہ' [حدیث نبوی] اللہ تعالیٰ جل جلالہ بطفیل رسول اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اپنے اکابر کے بتائے ہوئے راستے سے صراط مستقیم پر چلاتا رہے اور ہم سب کا خاتمہ بالایمان فرمائے ،آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی الہ علیہ وسلم ۔

یکم فروری ۲۰۰۷ءـ

[الصوارم الہندیہ، طبع دوم اجمیر شریف، ۲۰۰۷ء،ص:۱۱، ۱۲، ۱۳]

Scanned by CamScanner

حضرت علامہ شاہد رضا نعیمی اشرفی صاحب قبلہ [لندن]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی حبیبہ الکریم

آج مورخہ ۴/صفر المظفر ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ المبارکہ [۲۳/فروری ۲۰۰۷ء] دار الخیر اجمیر شریف میں حاضری ہوئی۔ اتفاقاً مولانا حافظ ارشاد احمد صاحب رضوی زید مجدہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ موصوف نے ذکر فرمایا کہ وہ 'الصوارم الہندیۃ' کی اشاعت کر رہے ہیں۔ مسلک حق اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و ترویج کے حوالے سے بھی گفتگو ہوئی۔ بے حد مسرت ہوئی کہ وہ مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابرین کی تخلیقات کو دیار غریب نواز میں منظم طور پر متعارف کرانے کا کام انجام دے رہے ہیں۔

رب کریم انہیں اور جملہ معاونین کو ان اہم دینی و تبلیغی کاموں کے لیے مزید ہمت و وسائل عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ 'حسام الحرمین' حرف بحرف صحیح ہے۔

فقط محتاج دعا: شاہد رضا نعیمی اشرفی

حال وارد اجمیر شریف ۲۳/فروری ۲۰۰۷ء۔

[الصوارم الہندیہ، طبع دوم اجمیر شریف، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۴]

حضرت حکیم سید محمد احمد صاحب بنام حضرت سید مغیث احمد صاحب

خانقاہ عالیہ مارہرہ مطہرہ، ضلع ایٹہ، یوپی اعلیٰ حضرت کا پیر خانہ ہے۔ یہ خانقاہ قادریت اور چشتیت کا حسین امتزاج رکھتی ہے۔ مشائخ مارہرہ مطہرہ کے مورث اعلیٰ فاتح بلگرام حضرت سید شاہ محمد دعوۃ الصغری بلگرامی قدس سرہ السامی ہیں۔ حضرت فاتح بلگرام شریف براہ راست قطب دہلی حضرت خواجہ محمد قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ ہیں اور

حضرت قطب دہلی حضور خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے مرید و خلیفہ و جانشین ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو اپنے مرشدان گرامی اور وہاں کے مخدوم زادگان سامی سے جو ارادت وعقیدت اور انس و تعلق تھا، وہ جگ ظاہر ہے۔

حضور غریب نواز کے دربار گوہر بار میں دور قدیم سے یہ روشن روایت چلی آرہی ہے کہ وہاں کی حاضری، فاتحہ خوانی اور دعا گوئی وہاں کے حاضر باش خدام خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز کی معیت و وکالت میں ہوا کرتی ہے۔ یہ خدمت وہاں کے دو خانوادے انجام دیا کرتے ہیں۔ ایک سید زادگان اور دوسرے شیخ زادگان۔ سید زادگان حضرت خواجہ سید محمد فخر الدین گردیزی قدس سرہ کی نسل سے ہیں۔ حضرت سید محمد فخر الدین گردیزی حضور غریب نواز قدس سرہ کے پیر بھائی اور خلیفہ و خادم تھے اور شیخ زادگان شیخ محمد یادگار سبزواری قدس سرہ کی اولاد میں ہیں۔ شیخ محمد یادگار سبزواری قدس سرہ حضور غریب نواز قدس سرہ کے مرید و خلیفہ اور خادم تھے۔

اجمیر معلیٰ میں جب زائرین حاضر ہوتے ہیں، تو علما و مشائخ سے خدام خواجہ غریب نواز وکالت نامے یعنی سفارشی تحریریں لکھواتے ہیں۔ ایسے وکالت ناموں کی تلاش مجھے برسوں سے رہی ہے۔ سادات مارہرہ مطہرہ کے وکلا مختلف وقتوں میں مختلف شخصیتیں رہی ہیں، جن کا تعلق حسن اتفاق سے سید زادگان والا ذی شان سے ہی ہے۔ اہل مارہرہ مطہرہ کی وکالتی و مکتوبی تحریروں میں جن وکیلوں کے نام درج ہیں، وہ یہ ہیں۔ فی الوقت یہ خدمت حضرت سید محمد مغیث احمد صاحب سرانجام دیتے ہیں۔ ان سے پہلے ان کے والد ماجد حضرت حکیم سید محمد احمد صاحب انجام دیتے تھے۔ ان سے پہلے ان کے والد ماجد حضرت سید محمد سمیع صاحب، پھر اس سے اوپر حضرت مولانا سید فضل علی، حضرت مولانا سید مظفر علی، حضرت مولانا سید مسعود، حضرت سید محمد مسعود، حضرت سید محمد مراد، حضرت محمد جعفر، حضرت سید محمد مصطفی وغیرہم تھے۔

ابھی دو برس پہلے ۹ر ستمبر سے ۱۲ر ستمبر ۲۰۱۶ء اجمیر معلیٰ کی چار روزہ حاضری کی سعادت اس خاکسار کو حاصل رہی۔ حضرت سید محمد مغیث احمد صاحب 'عظیم منزل' چار راہٹ، اجمیر شریف کی عنایت سے مجھے مارہرہ والوں کے چند وکالت ناموں اور کچھ خطوط کے عکس مل گئے۔ جو ان کے شکریے کے ساتھ یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ ان تحریروں سے جہاں اہل مارہرہ مطہرہ اور خدام خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے مابین روابط و تعلقات پر روشنی پڑتی

ہے، وہیں اعلیٰ حضرت کے اسفار اجمیر معلیٰ کے پس منظر، قلبی میلان اور دلی رجحان کو بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ چوں کہ ہر بڑے انسان کی ذہنی تشکیل اور فکری ارتقا میں اس کے آبا و اجداد اور اساتذہ و مشائخ کرام کا خاصا بنیادی کردار ہوتا ہے۔

یہ واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ السرمدی سابق زیب مسند برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے مرید و خلیفہ ہیں اور ان کے نبیرہ و جانشین سراج السالکین والعارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہ اعلیٰ حضرت کے مربی و مرشد اجازت ہیں۔ حضرت سید محمد مغیث احمد صاحب کے خاندانی پرانے دستاویزی کاغذات میں ایک وصیت و نصیحت نامہ بھی دستیاب ہوا۔ یہ وصیت نامہ بھی دور حاضر کے مذہبی تناظر میں خاصے کی سبق آموز، زندگی ساز، ایمان افروز اور چشم کشا تحریر ہے۔ یہ تحریر ۱۹۴۴ء اور ۱۹۵۷ء میں قلم بند ہوئی ہے۔ لکھنے والے حضرت حکیم سید محمد احمد صاحب چشتی اجمیری ہیں ، جو حضرت سید مغیث احمد صاحب کے والد گرامی ہیں۔ سید مغیث احمد صاحب کی عمر اس وقت ستر برس سے متجاوز معلوم ہوتی ہے۔ سید صاحب موصوف بڑے ہی خلیق، متواضع، مہماں نواز ، صابر و قانع، ہنس مکھ اور ملنسار شخصیت کے مالک ہیں۔ اس تحریر منیر کے ساتھ مشائخ کرام مارہرہ مطہرہ کے تمام خطوط و وکالت نامے دیکھنے ہوں، تو خاکسار غلام جابر شمس کی کتاب 'اجمیر معلیٰ میں اعلیٰ حضرت' دیکھیں۔ وہاں ہم نے سب کچھ اور بہت کچھ درج کر دیا ہے۔ یہاں صرف دونوں یہی خاص تحریر درج کی جاتی ہے۔ وصیت نامہ کے الفاظ ملاحظہ کریں۔ حضرت حکیم سید محمد احمد صاحب قدس سرہ خادم درگاہ معلیٰ حضور غریب نواز قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

'برخوردار سید محمد مغیث احمد سلمہ کے نام

میرے عزیز بیٹے، بیٹیو! یہ میری نصیحت نہیں، وصیت ہے۔ اس کو ایک دو مرتبہ نہیں، بلکہ برابر پڑھتے رہنا۔ تا کہ تمہیں ہمیشہ نئے نکات معلوم ہوتے رہیں:

زندگی چند روزہ ہے۔ اس دنیا میں جو آیا ہے، اس کو ایک دن اس فانی دنیا کو چھوڑنا بھی ہے۔ اس لیے ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہو۔ جو ایک ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ تم کو ہر وقت اس بات کی کوشش کرنا چاہیے کہ

اللہ کی رضا پر چلو۔ اس کے غصے [خوف] سے ڈرتے اور کانپتے رہو۔ جو صحت وتندرستی خدا نے تمہیں دی ہے، اس کو غنیمت سمجھو اور آخرت کو پیش نظر رکھو ۔اس کو یاد رکھو کہ ایک دن خدا کے حضور میں جانا ہے اور اپنے اعمال وافعال کا جواب دینا ہے۔ اس لیے جو کام کرو۔ اس کو اس طرح انجام دو کہ قیامت کے روز تم کو عذاب الٰہی میں گرفتار نہ ہونا پڑے۔

قیامت کے دن تمہاری نیکیوں اور برائیوں کا موازنہ کیا جائے گا اور تم کو ان کا بدلہ ملے گا۔ پس لازم جانو کہ ان کے سوچنے اور سمجھنے کے لیے اپنے دماغ پر زور دو اور عقل وفہم سے اچھی طرح کام لو۔ یہ وہ اصول ہے، جس پر تمہاری زندگی کا مدار ہونا چاہیے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تم کو اس اصول پر عمل کرنے کی توفیق دے اور تم اس پر عمل کرنا لازم جانو اور اپنے تمام کاموں کی بنیاد اسی اصول پر رکھو۔

پانچ وقت کی نماز، جو خدا نے فرض کی ہیں۔ ان کو ٹھیک وقت پر جماعت کے ساتھ ادا کرو۔ وضو وطہارت کے جو شرائط ہیں، ان کا لحاظ رکھو۔ غرض نماز کے جتنے ارکان ہیں، ان سب کو نہایت اطمینان سے انجام دو۔ شریعت کے عالموں اور قرآن مجید پر عمل کرنے والوں کو سب لوگوں پر ترجیح دو اور ان کو صحبت میں نزدیک کرو۔ اس لیے کہ انسان کے لیے دینداری اور خداشناسی سب سے افضل چیز ہے اور یہ وہ چیز ہے، جو نیکیوں اور بھلائیوں کی ہدایت کرتی ہے۔ جو خدا کی عظمت وجلال کو ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے اور آخرت میں بلند ترین مقامات ودرجات پر پہنچنے کی تمنا رکھتا ہے، تو وہ برائیوں سے بچتا ہے اور نیکی کرتا ہے اور آخرت میں روحانی ترقی اس کو ملتی ہے۔ دنیا میں ہر شخص اس کے ساتھ عزت وتوقیر سے پیش آئے گا۔ اس کا رعب اہل دنیا پر طاری ہوگا اور لوگ اس کے ساتھ محبت والفت سے پیش آئیں گے۔

جانِ پدر! تم ہمیشہ آخرت کی طلب میں رہو اور خدا کی خوشنودی

حاصل کرو۔ اپنے نفس کی اصلاح کرو اور ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھو کہ تم سے برے اور بھلے کاموں کی نسبت سوال کیا جائے گا۔ برائیوں پر سزا دی جائے گی اور نیکیوں پر انعام ملے گا۔

محمد احمد حکیم

۱۱/اکتوبر ۱۹۴۳ء

نور نظر! تمہیں اس کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ ہمارے ملک میں محمد بن عبد الوہاب کے متبعین بھی ہیں اور جن کا مرکز ہندوستان میں دیوبند ہے۔ یہ وہ جماعت ہے، جو اپنے علاوہ تمام اہل سنت والجماعت کو مشرک جانتی ہے ۔ ان کے ہر فعل و عمل کو شرک بتلاتی ہے اور اہل سنت و علمائے اہل سنت کے قتل کو جائز سمجھتی ہے۔

لخت جگر! اس جماعت سے الگ رہنا۔ اس کی شناخت میں تمہیں بتلاتا ہوں

۔

ان کی ڈاڑھیاں بڑی لمبی لمبی ہوں گی۔

ان کے سر کے [بال] کٹے ہوئے ہوں گے۔

ان کی پیشانیوں پر سجدہ کے بڑے نمایاں گھٹے ہوں گے۔

پنڈلیوں سے اوپر پائجامے ہوں گے اور ان کو شریعت کی تعمیل کا بھی گھمنڈ ہوگا اور وہ خلاق عالم کی محبت کے دعویدار بھی ہوں گے۔

قرآن پاک کی آیات کو بات بات میں پڑھیں گے۔ لیکن خود ایک حرف بھی آیت کا ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

محمد بن عبد الوہاب، جو اس جماعت کا امام ہے اور جس نے نجد سے خروج کیا ہے، اس کے لیے خاتم المرسلین شاہ انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ میں تمہارے لیے لکھتا ہوں:

'' نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں۔ وہاں سے شیطان کا گروہ نکلے گا''۔

چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصدیق فرمائی ہے کہ نجد

سے نکلنے والے گروہ کا خروج ۱۳۴۳ھ میں ہوا اور اس گروہ نے حرمین شریفین پر غلبہ حاصل کر لیا'۔

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

میرے عزیز بیٹے! بڑوں کی عزت اور چھوٹوں کی دل جوئی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی تمہارا فرض ہے۔ تمہارے چھوٹے بہن بھائی ہیں ،وہ تمہاری امداد اور حسن سلوک کے ہر وقت محتاج ہیں اور تمہاری محبت کے خواہش مند۔ ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرنا اور ان کی مدد کرتے رہنا۔

محمد احمد

یکم دسمبر ۱۹۵۷ء۔

[قلمی تحریر مخذونہ بکتاب خانہ خاکسار راقم سطور غلام جابر شمس پورنوی، بمبئی]

حضرت مولانا سید شاہ محمد مہدی میاں صاحب قبلہ، گدی نشین اجمیر شریف

'کتاب مستطاب 'حسام الحرمین' شریفین کے جملہ احکام بے شک وشبہ صحیح واضح ہیں۔ ہمارے ہند و پاک کے اکابر اہل سنت اور ایمان و جان ایمان کے دیار قدسی صفات، یعنی حرمین طیبین کے اعلم وعلام مفیان کبار نے جو فتاوی مبارکہ ان متبعین شیاطین مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی ،رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی لعنہم اللہ تعالی کے کیے قلم کیے، یہ افراد قطعی طور سے کافر و مرتد ہیں۔ نیز جو ان کے کلمات کفریہ سے واقف ہو یا ان کو واقف کرایا جائے، پھر بھی انہیں کافر نہ جانے ،تو بحکم شرع شریف وہ شخص بھی کافر و مردود ہی سمجھا جائے گا۔

[۱] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین [۲] الصوارم الہندیۃ علی مکر الشیاطین الدیوبندیۃ' کی تصدیق 'الصوارم' کے من جملہ مصدقین میں والدی وماجدی سید غلام علی علیہ رحمۃ العلی مرید ومجاز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی روح پر فتوح کی تسکین کے لیے احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے

ان مذکورہ بالا دونوں کتابوں کی حرف بہ حرف یہ فقیر چشتی تصدیق کرتا ہے اور اپنے متعلقین و متوسلین و محبین ابناء و اخلاف کو اس امر حق پر قائم رہنے کی تاکید اکید کرتا ہے۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

سید محمد مہدی [مع مہر]

محررہ ۲۶ رذی قعدۃ المبارکہ ۱۴۳۵ھ/ ۲۲ رستمبر ۲۰۱۴ء۔

فراہم کردہ حافظ محمد نصیر رضوی، باسنی، ناگور شریف، راجستھان

حسام الحرمین پر چشتی تصدیقات

حضرت مفتی محمد ارشاد احمد ساحل سہسرامی کی غیر مطبوعہ کتاب ''حسام الحرمین شریف اور علما و مشائخ بہار'' سے چند چشتی تصدیقات ناظرین کرام کی خدمت میں پیش ہیں:

سجادہ نشین خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ، رام ساگر تالاب گیا، بہار

خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ، رام ساگر تالاب گیا۔ یہ خانقاہ سید المتوکلین سید شاہ عطا حسین فانی منعمی قدس سرہٗ [م ۱۳۱۱ھ] سے منسوب ہے جو مولائے کائنات علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے حکم پر دانا پور سے گیا تشریف لائے اور کفر کے گڑھ میں طرح اقامت ڈالی۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ آپ کی ۴۳ رکتابوں کی فہرست ''ذکر عطا'' میں موجود ہے۔ موجودہ سجادہ نشین مولانا سید شاہ صباح الدین احمد منعمی زید مجدہٗ نے بیان فرمایا کہ جد اعلیٰ حضرت سید عطا حسین منعمی علیہ الرحمۃ نے اپنے سفر نامہ حج ''دید مغرب'' میں وہابیوں کو ناری لکھا ہے۔ شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی لکھنوی جب اس خانقاہ میں تشریف لائے تو اس وقت کے سجادہ نشین سید شاہ حسین الدین احمد علیہ الرحمۃ نے حسام الحرمین کے مندرجات کی تصدیق فرمائی۔ وہ تحریر اب بھی خانقاہ میں موجود ہے۔ اس کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۹۳۵ء میں شہر گیا کے اندر شیر بیشۂ اہل سنت اور منظور نعمانی کے درمیان مناظرہ ہوا۔ فتح سنیوں کے ہاتھ رہی۔ خانقاہ منعمیہ کے اراکین نے حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کو مدعو کرنا چاہا تو آپ نے اس وقت کے سجادہ

نشین حضرت سید حسین الدین احمد منعمی سے حسام الحرمین کے تعلق سے عندیہ جاننا چاہا تو سید صاحب نے یہ تحریر پیش فرمائی :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اقوال مذکورہ مندرجہ بالا میرے عقیدے میں بھی بلاشبہ اقوال کفریہ ہیں۔ مجموعہ فتاویٰ حسام الحرمین کو میں نے دیکھا ہے۔ یہ کل فتاویٰ حق ہیں۔ ہر مسلمان کو اس کا ماننا ضروری ہے اور اسی کے مطابق عقائد درست کرنا چاہیے۔ اسی کے مطابق عمل کرنا لازم ہے۔ والسلام۔

فقیر حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی

خانقاہ ابوالعلائیہ گیا، ۶ رجولائی ۱۹۳۵ء

....

سجادہ نشین خانقاہ لطیفیہ، رحمٰن پور تکیہ، بارسوئی کٹیہار، بہار

خانقاہ لطیفیہ، رحمٰن پور تکیہ، بارسوئی کٹیہار، حضرت مولانا شاہ حفیظ الدین قادری لطیفی علیہ الرحمہ سے منسوب ہے۔ آپ نے عرصۂ دراز تک خانقاہ کبیریہ میں صدر المدرسین کے فرائض انجام دیئے۔ آپ کے بعد ہی حضرت ملک العلما ۱۳۳۴ھ میں صدر المدرسین کی حیثیت سے شہسرام تشریف لائے۔ آپ بھی تکفیر وہابیہ کے قائل اور وہابیت کی جملہ شاخوں کے سخت مخالف تھے۔ مکتوبات لطیفی کے سترہویں مکتوب میں تردید وہابیہ پر آپ نے تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے۔ آپ اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کو ہمیشہ تفویۃ الایمان کہا کرتے تھے۔ اس خانقاہ کے اراکین بھی متصلب سنی اور تکفیر وہابیہ کے قائل اور حسام الحرمین کے مندرجات سے متفق اور موید ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خانقاہ لطیفیہ، رحمٰن پور تکیہ شریف کے سجادہ نشین ہونے کی حیثیت سے یہ فقیر لطیفی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ دور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے لے کر اب تک جتنے بھی گستاخان خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گذرے ہیں یا ہیں، سب دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ یہی حکم خدا اور رسول ہے جو قرآن حکیم اور احادیث

مبارکہ میں جابجا ذکر ہے۔

ماضی قریب میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتوائے مبارکہ 'حسام الحرمین' میں جن گستاخوں کی نشاندہی کی ہے، ان پانچوں افراد کو بھی دائرۂ اسلام سے خارج جانتا اور مانتا ہے اور فتوائے حسام الحرمین کی مکمل تصدیق کرتا ہے۔ہم سبھی مسلمانوں کے لئے اس حکم شریعت کا ماننا سب سے اہم اور ضروری ہے۔فقط

خواجہ نور عالم لطیفی عفی عنہ

۲۷ فروری ۲۰۱۶ء

....

خانقاہ غوثیہ اصدقیہ، سہسرام

خواجہ دوعالم نبی مکرم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس جان ایمان ہے۔آپ سے عشق کی حد تک لگاؤ اور والہانہ وابستگی تقاضائے ایمان ہے اور ان کی شان رفیع میں ادنیٰ بے ادبی بھی بحکم قرآن کفر ہے۔

فقیر چشتی اصدقی عہد رسالت سے لے کر اب تک جتنے بھی گستاخان بارگاہ رسالت ہیں، ان سب کو اللہ ورسول کے حکم کے مطابق دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد و بے دین جانتا ہے اور ان سے مسلمانوں کو دور ونفور رہنے کا قائل ہے۔امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے کتاب مستطاب ''حسام الحرمین'' میں جن گستاخوں پر حکم شرعی بیان فرمایا ہے، اس کی تصدیق کرتا ہے اور پانچوں افراد کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج جانتا اور مانتا ہے۔حکم شریعت یہی ہے۔جس کی اتباع ہر صاحب ایمان پر ضروری اور لازم ہے۔فقط

فقیر عارفین اصدق

خانقاہ غوثیہ اصدقیہ، شہسرام

....

خانقاہ چشتیہ نظامیہ ابوالعلائیہ، داناپور، پٹنہ

اس خانقاہ کے رکن علامہ سید شاہ محمد قائم چشتی قتیل داناپوری ہیں جو توریت وانجیل کے فاضل تھے اور زبردست خطیب اور مصنف۔ آستانہ چشتیہ نظامیہ داناپور کے سجادہ نشین تھے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے موقف حق کے زبردست حامی۔ آپ ہی کے صاحبزادے ہیں پروفیسر سید طلحہ رضوی برق داناپوری۔ حضرت قتیل داناپوری مکمل طور سے اعلیٰ حضرت کے حامی اور حسام الحرمین کے موئد اور مصدق تھے۔ ان موضوعات پر آپ کی کئی مضامین اور تحریریں ہیں۔ ماہنامہ المیزان کے امام احمد رضا نمبر میں آپ ایک مضمون نظر سے گذرا۔ عنوان تھا' امام احمد رضا: نائب رسول اعظم'۔

آپ جب بیت اللہ کو گئے تو وہابیوں کی اقتدا میں نماز نہ پڑھی۔ واپس آنے کے بعد پھلواری زدہ طبقے نے واویلا مچانہ شروع کر دیا تو اخیر میں آپ نے اپنے موقف حق کی وضاحت کرتے ہوئے ایک کتاب لکھی: مسئلہ مرغوب جس پر متعدد علما کے ساتھ حافظ ملت کی تقریظ بھی تھی۔ اس کتاب کے شائع ہوتے ہی مخالفین وحاسدین کے لوہے ٹھنڈے پڑ گئے اور وہابیہ کی بدمذہبی عالم آشکار ہوگئی۔

....

خانقاہ منعمیہ پنڈ شریف ضلع مونگیر

یہ خانقاہ عالیہ حضرت سید تاج الدین شاکر علیہ الرحمہ سے منسوب ہے۔ اس سے سابق سجادہ نشین مولانا سید شاہ قمر الہدیٰ مونگیری [۱۳۸۵ھ]، ان کے صاحبزادے مولانا سید شاہ احسن الہدیٰ رہے۔ اخیر الذکر، حضرت ملک العلما کے شاگرد ہیں۔ ان کے صاحبزادے مولانا سید رضوان الہدیٰ موجودہ سجادہ نشین، حضرت تاج الشریعہ علامہ شاہ محمد اختر رضا قادری دامت برکاتہم القدسیہ کے بھی خلیفہ ہیں۔ یہ خانقاہ پورے طور سے ردوہابیہ میں اعلیٰ حضرت کے موقف حق کے حامی اور موئد ہے۔

[ماخوذ از'حسام الحرمین اور بہار کے علما و مشائخ' مفتی ڈاکٹر ساحل شہسرامی، متعدد صفحات]

☆......☆......☆

حسام الحرمین الشریفین

حجۃ الاسلام اور علامہ محمد معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ

خواجہ خواجگاں حضور غریب نواز قدس سرہ کی ذات بابرکات کی بنیاد پر اجمیر شریف صدیوں سے مسلمانان ہند مرکز عقیدت رہا ہے۔ حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان نے اجمیر معلیٰ میں کتنی مرتبہ حاضری دی ہے۔ اس کا تعین قدرے مشکل ہے۔ البتہ چند اسفار کی داخلی و خارجی شہادتیں موجود ہیں۔ غالباً سب سے حیات اعلیٰ حضرت میں ہی ۱۳۳۶ھ میں آپ درگاہ معلیٰ میں حاضر ہوئے اور دارالعلوم عثمانیہ معینیہ کی 'مجلس العلما' کے رکن خاص منتخب ہوئے۔

۱۳۳۷ھ میں بھی وہاں کا سفر کیا۔ بارگاہ خواجہ میں کئی دن رہ کر متعدد بار حاضر بارگاہ عالیہ ہوتے رہے۔ ۱۳۴۱ھ میں بھی حاضری کی تحریری شہادت ملتی ہے۔ اس سفر میں مبلغ اسلام حضرت شاہ محمد عبدالعلیم میرٹھی بھی ساتھ تھے۔ اسی سفر میں آپ نے محدث آستانہ و خادم درگاہ عالیہ واستاذ دارالعلوم عثمانیہ معینیہ حضرت مولانا سید شاہ غلام علی چشتی قادری رضوی مسند نشین بیت النور بالائے جھالرہ اجمیر معلیٰ کو اپنی خلافت واجازت عطا فرمائی۔ ۱۳۵۱ھ میں شہر جے پور اور وصال سے ایک سال پہلے ۱۳۶۱ھ میں شہر جودھ پور، اس کے علاوہ اودے پور، چتوڑ گڑھ، علاقہ میواڑ، بھیلواڑہ وغیرہ کے متعدد اسفار کیے۔ ظاہر ہے، ان اسفار میں ضرور حاضر درگاہ معلیٰ اجمیر شریف حاضری ہوئی ہوگی۔

رکن مجلس العلما: یہ ۱۳۳۶ھ کی بات ہے۔ برطانوی راج کے اس دور میں دارالعلوم عثمانیہ معینیہ اجمیر شریف کی ایک عجب ہی نرالی واجالی شان بان تھی۔ دارالعلوم اجمیر شریف کی مزید تعمیر وترقی اور فلاح وصلاح کے لیے ایک 'مجلس العلما' کی تشکیل عمل میں آئی۔ دارالعلم و العمل فرنگی محل کے آخری تاجدار علم وحکمت حضرت مولانا شاہ محمد عبدالباری کی تحریک وتجویز پر اس مجلس کا قیام عمل میں آیا۔ میر مجلس تو ظاہر ہے کہ حیدرآباد کے شیخ الاسلام مولانا انواراللہ فاروقی خان بہادر صاحب ہی تھے کہ انہی کی منظوری سے یہ کام ہوا۔ اراکین مجلس کی تعداد کل تیرہ تھی۔ محقق اہل سنت حضرت مفتی محمد احمد رفاقتی نے ۱۳۳۶ھ کی روداد دارالعلوم کے

حوالے سے ان تیرہ اراکین 'مجلس العلما' کے اسمائے گرامی یوں نقل کی ہے:

[۱] حضرت مولانا شاہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف پنجاب

[۲] حضرت مولانا حکیم سید برکات احمد علیہ الرحمہ ریاست ٹونک راجستھان

[۳] رئیس المتکلمین حضرت مولانا سید سلیمان اشرف علیہ الرحمہ پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڑھ

[۴] حضرت مولانا شاہ قیام الدین محمد عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ مرکز علم وعمل حضرت فرنگی محل لکھنؤ

[۵] حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان قادری چشتی پھلواروی، عظیم آباد

[۶] حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری، لاہور

[۷] حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ بریلی شریف

[۸] صدر الافاضل مولانا حکیم سید محمد نعیم الدین علیہ الرحمہ مراد آبادی

[۹] مولانا مفتی محمد عنایت اللہ فرنگی محلی صدر المدرسین جامعہ نظامیہ فرنگی محل، لکھنؤ

[۱۰] مولانا مفتی محمد حفیظ اللہ علی گڑھی، صدر المدرسین مدرسہ لطیفیہ، علی گڑھ

[۱۱] مولانا مفتی نثار احمد کان پوری، مفتی آگرہ

[۱۲] مولانا شاہ عبدالکریم چتوڑی، تلمیذ ارشد امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ

[۱۳] مولانا شاہ غلام محی الدین ویرگامی۔

[سوانح رفاقتی، از مفتی محمود احمد رفاقتی، طبع درگاہ شریف حضرت امین شریعت، مظفر پور ۲۰۱۰ء، ص: ۸۲]

یہ تمام اہل سنت کے سرکردہ وممتاز افراد تھے۔ ان میں چھ تو اعلیٰ حضرت کے تلامیذ وخلفا تھے۔ [۱] سید شاہ سلیمان اشرف، علی گڑھ، [۲] سید شاہ دیدار علی محدث الوری، [۳] حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا خان بریلوی، فرزند اکبر وتلمیذ وخلیفہ وجانشین، [۴] صدر الافاضل سید شاہ محمد نعیم الدین مراد آبادی، عالم اجل مشہور اقطار ہند حضرت علامہ شاہ محمد مشتاق احمد کان پوری اور [۶] مفتی میواڑ حضرت مفتی محمد عبدالکریم قادری چتوڑی۔

غبار چھٹتا ہے: ۱۳۳۷ھ میں حجۃ الاسلام حاضر درگاہ معلیٰ ہوئے، تو ایک گھمبیر مسئلے کا تصفیہ فرمایا۔ عدم علم، غلط فہمی بری بلا ہے۔ روشنی یا آئینہ سامنے رکھنے سے پردے ہٹ جاتے ہیں اور غبار چھٹ جاتا ہے۔ فخر المدرسین حضرت علامہ محمد معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ کو اعلیٰ حضرت کی تین باتیں پسند نہ تھیں۔ ایک مسئلہ اذان ثانی، دوم تحریک خلافت وتحریک ہندو مسلم اتحاد اور

سوم مسئلۂ تکفیر اشخاص اربعہ۔ مسئلہ اذان ثانی تو ایک فقہی وفرعی مسئلہ تھا۔ تحریکات کا تعلق سیاسی امور و معاملات سے تھا۔ مگر اب ہندو پاک کے حالات وشواہد نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام احمد رضا اپنے موقف میں صدفی صد مخلص اور برسر حق تھے۔ لیکن مسئلۂ تکفیر ایک گمبھیر مسئلہ تھا۔ جس سے وہ شدید چراغ پا تھے۔ پاکستان کے معروف محقق علامہ محمد جلال الدین قادری لکھتے ہیں:

'فخر المدرسین حضرت مولانا معین الدین اجمیری کا انہماک اور ذوق چوں کہ تدریس میں تھا، اس لیے انہیں ابتداً علمائے دیوبند کی ان تصانیف کے مطالعہ کا وقت نہ ملا۔ جن کی توہین آمیز عبارات پر علمائے حرمین شریفین نے ان پر فتوی صادر فرمایا۔ اس لیے مولانا اجمیری ابتداً علمائے دیوبند کی تکفیر میں خاموش تھے۔ بلکہ جن علما نے برصغیر میں ان عبارات کے قائل کو کافر کہا، ان سے ان کے روابط نہ تھے۔ تکفیر کے قائل علما سے یک گونہ اظہار ناراضی فرماتے ۔امام احمد رضا ان علما میں تھے، جن سے مولانا اجمیری بوجہ تکفیر ناراض تھے۔ ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء میں حجۃ الاسلام [مولانا شاہ حامد رضا خان] غالباً اجمیر شریف تشریف فرما ہوئے۔ مسئلہ تکفیر پر مولانا اجمیری سے مراسلت ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مولانا اجمیری مسئلہ تکفیر میں دیگر علمائے حرمین و برصغیر کے ہم نوا ہو گئے۔'

[حیات محدث اعظم، علامہ جلال الدین قادری، مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۹۸۹ء، ص: ۱۰۷]

ٹھوس بنیاد: مولانا جلال الدین قادری اپنی اس عبارت اور دعوی کی بنیاد ٹھوس حقائق وشواہد پر رکھی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے حجۃ الاسلام اور مولانا اجمیری کے درمیان ہوئی مراسلت کو پیش کی ہے۔ افادۂ عام کی خاطر وہ خطوط و مراسلات یہاں محفوظ کیے جاتے ہیں۔

مکتوب حجۃ الاسلام بنام علامہ اجمیری محررہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولوی معین الدین صاحب! ماھو المسنون

گرامی نامہ ملا۔ مجھے اگر آپ صاف صاف الفاظ میں یہ تحریر فرما دیں کہ دیوبندی و گنگوہی وغیرہ انفار کے وہ کلمات جو 'حسام الحرمین' میں ان کی

کتابوں سے بحوالہ صفح وسطر منقول ہوئے، فی الحقیقت کفریات ہیں اور ان پر جو احکام تکفیر حضرات علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً نے نام بنام ان قائلین پر محقق فرمائے ہیں، ان سب کے دل سے تصدیق کرتا ہوں، تو میں اور میرے بعض ہم خیال اشخاص کے قلوب کی صفائی ممکن ہے۔

رہا مسئلہ اذان، وہ ایک فروعی مسئلہ ہے۔ میں اس کے متعلق آپ پر یہ جبر نہیں کرتا کہ اس کے متعلق ہماری حسب تحقیق آپ بھی معترف ہو جائیں۔ ہاں! ذات اعلیٰ حضرت قبلہ کی نسبت جناب کے کلمات ضرور قابل واپسی ہیں۔ ان دونوں باتوں کے بعد فقیر کو آپ ہر طرح خادم خادمان احباب پائیں گے، فقط

فقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ

۱۳ / ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ۔

جواب مکتوب از علامہ اجمیری بنام حجۃ الاسلام، محررہ ۱۳ / ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

باسمہ تعالیٰ وشانہ

جناب مولوی صاحب اعلی اللہ درجتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواباً عرض ہے کہ آپ اسلامی حسن ظن کو پیش نظر رکھ کر خانۂ فقیر پر تشریف لائیے۔ ملاقات کا موقع دیجیے۔ تو بہتر ہے۔ ورنہ آپ مختار ہیں۔ فقیر کو کسی قسم کا حق جبر حاصل نہیں۔ نہ کوئی دنیاوی مطلب محط نظر ہے۔ رہے، عقائد دیوبندیہ، سو ان کا مجھ کو بالکل علم نہیں کہ کیا ہیں۔ وجہ یہ کہ ان کی کتابیں دیکھنے کا آج تک نہ موقع ملا، نہ اس کا شوق۔ نہ کتاب 'حسام الحرمین' نظر سے گزری۔ البتہ خاتم الحکما مولانا فضل حق خیر آبادی قدس سرہ نے مسئلہ کذب وامکان نظیر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں طائفہ دیوبندیہ کی تضلیل وتفسیق کی ہے اور ان کو گروہ مزواریہ سے قرار دیا ہے۔ سو فقیر اس کا مصدق ہے اور اس بارے میں جس قدر الزام حضرت خاتم الحکما قدس سرہ

سے ان پر وارد کیے ہیں، وہ سب بجا اور سراسر حق ہیں۔

و نیز 'انجلی انوار الرضا' میں جو عقائد اہل دیو بند کے ظاہر کیے گئے ہیں، وہ عقائد کفریہ ہیں۔ اس میں فقیر کو کسی قسم کا تامل نہیں۔ بشرطے کہ وہ ان کے عقائد ہوں۔ بہر حال آپ کی طرح فقیر بھی عقائد مسطورہ فی الرسالہ کو کفری تسلیم کرتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کو اس کا یقین ہے کہ یہ عقائد اہل دیو بند کے ہیں اور فقیر کو اسباب یقین اس وقت تک فراہم نہ ہوئے۔ اس معذوری کی بنا پر اگر ترک ملاقات کو آپ ترجیح دیں، تو یہ آپ کو اختیار ہے۔ فقیر اگر صحیح المزاج ہوتا، تو یہ دشواری بھی حائل نہ ہوتی۔ رہے ذاتیات، ان سے بالکل بحث نہ کیجیے۔ ان کا قلع قمع بعد از ملاقات آپ کی مرضی کے موافق ہو جائے گا۔ اس کا اطمینان رکھیے۔ والسلام، فقط

فقیر معین الدین کان اللہ لہ

۱۳ / ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قادری نے جواب الجواب میں درج ذیل مکتوب روانہ کیا:

۱۳ / ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

'جناب مولوی صاحب وسع اللہ مناقبہ،

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ان شاء اللہ کل بعد نماز جمعہ آ سکوں گا۔ مزید علم کے لیے بعض کتب مثل 'حسام الحرمین' وغیرہ صبح کسی کے ہاتھ سے بھیج دیں گے۔ تا کہ آپ اطمینان حاصل کر لیں۔ آپ کے علم میں شاید یہ بات نہیں کہ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی مرحوم و مغفور نے تو اپنے رسالہ 'تحقیق الفتوی لرد الطغوی' میں اس گروہ ناحق پژوہ کی تکفیر فرمائی ہے، نہ فقط تضلیل و تفسیق اور قصیدۂ مطبوعہ میں بھی غالباً تکفیر ہے۔

بہر حال میں چاہتا ہوں کہ آپ اطمینان فرما کر ان کے متعلق رائے ظاہر فرمائیں کہ پھر کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ ہو، فقط۔

الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ
۱۳؍ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ'

حضرت حجۃ الاسلام نے اس مکتوب باصواب کے ساتھ ساتھ علمائے دیوبند کی کئی کتابیں بھی ارسال کیں۔ حجۃ الاسلام کی مرسلہ کتب ورسائل پڑھنے کے بعد علامہ اجمیری علیہ الرحمہ نے درج ذیل جواب لکھ کر روانہ کیا۔ لکھتے ہیں:

'جناب محترم مولانا زاد مجدہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

'براہین قاطعہ' کے قول شیطانی کو، جس میں معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم اکمل کے مقابلہ میں شیخ، شیخ نجدی یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے، دیکھ کر فقیر کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات یقیناً کلماتِ کفر ہیں اور ان کا قائل کافر۔ باقی ہفواتِ اہل دیوبند کو بعد صحت کے ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر فیصلہ کروں گا۔ آپ اگر بعد جمعہ حسب وعدہ تشریف لے آئیں، تو اس وقت اس کے متعلق بسط سے گفتگو ہو سکتی ہے۔ والسلام خیر ختام، فقط

فقیر معین الدین کان اللہ لہ

۱۴؍ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ'۔

ان خطوط نادرہ کے اندراج کے بعد علامہ محمد جلال الدین قادری رقم طراز ہیں:

'حجۃ الاسلام کی پر خلوص مساعی سے ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ/جنوری ۱۹۱۹ء میں، جب کہ امام احمد رضا بقید حیات تھے، مولانا معین الدین اجمیری کا علمائے دیوبند کی تکفیر کا تردد رفع ہو گیا'۔

[حیات محدث اعظم، علامہ جلال الدین قادری، مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۹۸۹ء، ص:۱۱۱]

ان خطوط ومکتوبات کو دیکھنے کے لیے ملاحظہ ہو: محولہ بالا کتاب ص:۱۰۸ تا ۱۱۰ اور ان سب کا عکس دیکھنے کے لیے ملاحظہ کریں: محولہ بالا کتاب ص: ۶۱۳ تا ۶۱۵۔ جب کہ ان سب کی اصل کاپیاں شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ محمد سردار احمد محدث اعظم پاکستان گرداس پوری ثم لائل پوری کے کتب خانہ لائل پور [فیصل آباد، پاکستان] کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔

عربی زبان وادب: حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی مقناطیسی شخصیت فضائل وکمالات کی عطر مجموعہ تھی۔ عجب جامعیت، حسن وجمال ایسا کہ جو دیکھے، دیکھتا رہ جائے۔ جامہ زیبی ایسی کہ آنکھیں خیرہ ہونے لگیں۔ شیریں بیانی وہ کہ جو سنے، سنتا ہی رہے۔ زبان وادب، خصوصاً عربی ادب و اسلوب پر عبور ومہارت ایسی کہ عقلائے روزگار عش عش کر اٹھیں۔ شواہد بہت ہیں۔ یہاں صرف ایک واقعہ، جو خاص اجمیر معلیٰ ہی میں وقوع پذیر ہوا۔ صدر الافاضل حضرت سید شاہ محمد نعیم الدین مرادآبادی کے اعتراف واستشہاد کے ساتھ یہاں ایک اقتباس پیش ہے۔ حجۃ الاسلام کے خلیفہ، حیدرآباد سندھ کے خطیب حضرت علامہ سید محمد ریاض الحسن قادری رضوی حامدی جودھ پوری مہاجر حیدرآبادی رقم طراز ہیں:

'حضور [حجۃ الاسلام] کا علمی فضل وکمال مہر منیر کی طرح درخشاں وتاباں ہے۔ مدینہ طیبہ میں شیخ عبد القادر طرابلسی سے مباحثہ اور شیعی مجتہد سے گفتگو دو عظیم گواہ موجود ہیں۔ مجھ سے مولانا محمد اسلام صاحب سنبھلی زید مجدہم نے بیان فرمایا کہ حضرت صدر الافاضل استاذ العلما مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضور [حجۃ الاسلام جب اجمیر شریف تشریف لے گئے، تو جناب مولانا معین الدین صاحب اجمیری نے زبان عربی میں حضرت سے کچھ سوالات کیے۔ جن کا حضور نے برجستہ عربی اشعار میں جواب دیا اور اس کے بعد حضرت صدر الافاضل جیسی شخصیت نے اعتراف فرمایا کہ عربی زبان کا ماہر میں نے حضرت جیسا کسی کو نہ دیکھا'۔

[ہفت روزہ 'رضائے مصطفی' گوجرانوالہ، ۱۶ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ، ص: ۴ر بحوالہ محدث اعظم پاکستان، علامہ جلال الدین قادری، مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۹۸۹ء، ص: ۹۹، ۱۰۰]

☆......☆......☆

ضمیمہ ۱: تصدیقات علمائے بمبئی

ممدوح عرب وعجم ومجمع علیہ کتاب مستطاب 'حسام الحرمین الشریفین' پر علما وفقہا اور مشائخ ومفتیان کرام بمبئی کی تائیدات وتصدیقات

دین بےزاری، مسلک آزاری اور فکری آوارگی کے اس مسموم ماحول کے پس منظر میں ایک چشم کشا تحریر

موضوع کی مناسبت سے یہاں علمائے بمبئی واطراف بمبئی کی چند تحریریں پیش ہیں، جو انہوں نے 'الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ' میں قلم بند کی ہیں۔ کتاب میں درج نمبر شمار من وعن رکھا گیا ہے۔ عنوان یہ ہے:

فتوائے بمبئی وبدایوں ودہلی

[۱۵۸]الجواب واللہ الملھم بالصواب ، الھم صل و سلم و بارک علی من اوتی علوم الاولین والآخرین و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

بےشک دعوائے نبوت یا کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا حضور خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی جدید نبی کا وجود جائز بتا کر ختم نبوت کا بحال رہنا تسلیم کرنا یا خدائے قدوس جل جلالہ کو بالفعل یا بالقوۃ کاذب جاننا یا حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطلق علم غیب سے انکار یا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم مقدسہ غیبیہ کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کی طرح جاننا یا تشبیہ دینا، معاذ اللہ! حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم میں شیطان سے کم کہنا، یہ جملہ امور بوجہ تنقیص شان اقدس سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر صریح ہیں۔

پس علمائے کرام ومفتیان عظام حرمین محترمین متعنا اللہ تعالیٰ بعلومہم، کا ان امور اور ان کے قائلین ومعتقدین کے متعلق کفر کا فتوی دینا حق و بجا اور کتاب 'حسام الحرمین' جو ان فتاوی کا مجموعہ مع مزید توضیحات ہے، صحیح وزیبا ہے

۔ ہر مسلم پر واجب ہے کہ مذکورہ بالا لغویات سے مجتنب اور مفتیان عظام حرمین محترمین و علمائے کرام اہل سنت و جماعت کے ارشادات عالیہ کا معتقد و ملتزم رہے۔ سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں غایت ادب کو اصل توحید اور اسی کو اہل حق کا مسلک سدید اور موہبت مجید و مثمر فضل مزید تصور کرے، ولنعم ما قیل وللہ درقائلہ۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

واللہ الموفق للخیر والمسؤل حسن الختام۔

حررہ: افقر الوری مرزا احمد القادری کان اللہ لہ
ناظم سنی کانفرنس، صوبہ بمبئی۔

[۱۵۹] جواب صحیح ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مجیب لبیب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ شیخ نور الحق نذیر احمد خجندی، مدیر 'غالب' بمبئی۔

[۱۶۰] بے شک جن لوگوں کا ذکر استفتا میں کیا گیا ہے، ان لوگوں کے اقوال سے اہل اسلام میں تفرقہ پڑ گیا۔ لہٰذا علمائے حرمین شریفین نے اور حضرت مجیب نے فتوی ہذا میں جو کچھ لکھا ہے، بجا ہے۔ ایسے لوگوں سے ملنا جلنا ہرگز جائز نہیں۔ جب تک وہ علی الاعلان توبہ نہ کریں۔
ابو السعود محمد سعد اللہ مکی، خادم مسجد ذکریا بمبئی۔

[۱۶۱] الجواب صحیح، محمد ابرار الحق غفرلہٗ۔

[۱۶۲] اصاب من اجاب، حافظ عبد المجید دہلوی عفی عنہٗ۔

[۱۶۳] ذلک کذلک انی مصدق لذلک،
محمد جمیل احمد القادری البدایونی، امام مسجد اہل سنت خوجہ محلہ، بمبئی۔

[۱۶۴] لا شک فی ان الجواب صحیح و المجیب مثیب و اعتقادہ لازم علی کل المسلمین۔
خادم العلماء محمد معراج الحق صدیقی عفی عنہٗ۔

[۱۶۵] اللہ اکبر ما افتی بہ العلماء الکرام جزاھم اللہ خیر الجزاء فی حسام الحرمین فھو موافق و مطابق للاصول وحری بالقبول ۔ واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم۔

احقر الطلبہ محمد ابراہیم الحنفی القادری البدایونی غفرلہٗ۔

[۱۶۶] مجیب کا جواب نہایت صحیح ہے۔ اللہ پاک مجیب کو اجر عظیم عنایت فرمائے۔ غلام محمد لکھنوی عفی عنہٗ۔

[۱۶۷] بسم اللہ، باذن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اشاعت عقائد فاسدہ اور تبلیغ کفریات کی کثرت دیکھنے کے بعد ناممکن تھا کہ ارباب حق اظہار حق وصدق سے گریز کرتے۔ سیف براں 'حسام الحرمین' باطل پرستوں کے فاسد عقیدوں کو بیخ و بن سے اکھاڑنے والی، وہ مدلل بہترین اور زبردست کتاب ہے، جس کو ترتیب دینے کے بعد مؤلف مبرور نے نہ صرف حق اسلام ادا کیا، بلکہ وارفتگان اسلام پر وہ احسان کیا کہ زندگی بھر اس کا حقیقی شکریہ ادا نہیں ہوسکتا۔ مجیب لبیب نے سوال بالا کا جواب ارقام فرمایا ہے، وہ عین مشرب اہل سنت و جماعت ہے۔ مالک عالم جل جلالہ ان کو جزاعطا فرمائے اور پڑھنے والوں کو توفیق یقین وعمل نصیب کرے۔

حررہ الفقیر محمد المدعو عبد العلیم الصدیقی، متوطن میرٹھ۔

[۱۶۸] الجواب صحیح، احقر العباد کمترین خاپائے انام محمد فضل کریم دہلوی، امام مسجد رنگاری محلہ، [بمبئی]

[۱۶۹] ذلک کذلک، عبد الحلیم النوری الشاہجہان پوری۔

[۱۷۰] بے شک 'حسام الحرمین' عقائد باطلہ کے بطلان کے واسطے شمشیر براں ہے اور اہل سنت و جماعت کے لیے بہترین کتاب ہے۔ خداوند عالم مجیب کو اظہار حق پر جزائے خیر دے۔

محمد شمس الاسلام خلف مولوی عبد الرشید مرحوم مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی۔

[۱۷۱] حضرت مجیب صاحب فیضہ کا جواب صحیح ہے۔ بے شک مرزا غلام احمد قادیانی ورشید احمد گنگوہی واشرف علی تھانوی وخلیل احمد انبیٹھوی کے

اقوال، جو ان کی تصانیف میں موجود ہیں، قطعاً یقیناً وہ اقوال کفریہ ہیں۔ بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کے کفر میں جو شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو بدمذہبوں کے عقائد سے بچائے، آمین ثم آمین۔

حررہ محمد عبدالحلیم، امام مسجد دھوبی تالاب [بمبئ]

[۱۷۲] اصاب من اجاب، حافظ عبدالحق عفی عنہ، امام مسجد قبرستان بمبئ۔

[۱۷۳] الجواب صحیح والمجیب نجیح،

حررہ العبد الآثم محمد عبداللہ عفی عنہ

[۱۷۴] صح الجواب،

محمد عبدالخالق عفا عنہ الرازق پیش امام مسجد حجرہ محلہ [بمبئ]

[۱۷۵] بے شک 'حسام الحرمین' بیماران عقیدہ کے لیے ایک معجون شفا ہے۔ خادم الطلبہ محمد احمد خان دہلوی'۔

[۱۷۶] الحمدللہ! مجھ خاکسار کا بھی یہی عقیدہ اور اسی پر اتفاق ہے۔ الجواب صحیح، عبدالرحیم بن محمد علی دہلوی عفی عنہ'۔

[۱۷۷] کتاب 'حسام الحرمین' میں علمائے حرمین شریفین نے علمائے وہابیہ دیوبندیہ پر جو فتوی دیا ہے، حقیر کو اس سے اتفاق ہے۔ فقیر سید احمد علی برہان پوری عفی عنہ'۔

[۱۷۸] فتاوی 'حسام الحرمین' حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مساعی جمیلہ کا ایک حق اور صحیح فیصلہ مذہبی ہے کہ حضرت مرحوم نے علمائے حرمین شریفین کے روبرو رکھ کر مسلمانان اہل سنت کے لیے ایک مستند و معتبر فتاوی شرعی مرتب کر دیا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اہانت خواہ وہ کنایۃً ہی ہو، کفر ہے۔ لہٰذا فتاوی مذکور موافق کتب شرعیہ اور مطابق مسلک حنفیہ ہے۔ اس سے انکار کفر و ضلالت ہے۔ فقط محمد عبدالغفار حنفی'۔

[الصوارام الہندیہ، طبع دوم اجمیر شریف، ۲۰۰۷ء، ص:۶۶ تا ۶۹]

یہ یا تو مقامی علما و ائمہ تھے یا کہیں باہر سے آ کر بمبئی میں خدمت دین میں مصروف کار تھے۔ لیکن کچھ علما و مفتیان کرام ایسے بھی تھے، جو کسی ضرورت سے بمبئی وارد و صادر یعنی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی یہ استفتا و فتوی دیکھ کر تائید و توثیق کی۔ عنوان اور ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

تصدیقات بر ہمیں فتوی حاصل

از علمائے کرام واردین بمبئی بماہ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ

[۲۳۷] الجواب صحیح، محمد عبداللطیف الاجمیری۔

[۲۳۸] الجواب صحیح، عبدالمجید القادری الآنولوی۔

[۲۳۹] من اجاب فقد اصاب، محمد زاہد الاقادری [دریا گنج دہلی]

[۲۴۰] الجواب صحیح، محمد احمد دہلوی۔

[۲۴۱] الجواب صحیح، صوفی ظہور محمد سہارن پوری۔

[۲۴۲] الجواب صحیح و المجیب نجیح، محمد عارف حسین قریشی علی گڑھی۔

[الصوارام الہندیہ، طبع دوم اجمیر شریف، ۲۰۰۷ء، ص:۸۶، ۸۷]

حضرت والا مرتبت عالی منزلت گل گزار جیلانی گلبن خیابان سمنانی

مولانا سید شاہ ابو احمد علی حسین صاحب چشتی اشرفی

مسند نشین سرکار کچھوچھہ مقدسہ کے دو مقدس ارشاد واجب الانقیاد

[۱]

فرزند عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ

فقیر ابو احمد المدعو محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی، بعد دعائے درویشانہ و سلام خوب کیشانہ دعا نگار ہے۔ تمہارا کارڈ جوابی آیا۔ خوشی حاصل ہوئی۔ میں اُدھر آنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مگر چند وجوہ سے نہ آ سکا۔ ان شاء اللہ بعد عرس شریف حضرت جد اعلیٰ قدس سرہ بشرط زندگی ماہ جمادی الثانیہ تک سورت میں

آؤں گا۔

اب میرے آنے کو غنیمت سمجھنا، میں بہت ضعیف ہوتا جاتا ہوں اور فرقہ گاندھویہ کی رفاقت اور ان کا ساتھ دینا جائز نہیں ہے اور مولانا احمد رضا خان صاحب عالم اہل سنت کے فتوؤں پر عمل کرنا واجب ہے۔ کافروں کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں ہے اور ہمارے جملہ میریدان و محبان اور جمیع پرسان حال کو سلام و دعا کہنا۔ ۲۱رذی الحجہ ۱۳۳۹ھ۔

[۲]

دوسرا مفاوضہ عالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فقیر سید ابو احمد المدعو علی حسین الاشرفی الجیلانی کی جانب سے جمیع مریدان اور محبان خاندان اشرفیہ کو واضح ہو کہ فرزند حاجی غلام حسین، جو ہمارے خلیفہ برہمچاری قطب الدین سہیل ہند کے مرید ہیں، اگر ان سے اور آپ لوگوں سے کسی مسئلہ میں اختلاف ظاہری ہو، تو لازم ہے کہ اس فقیر کے پاس لکھ کر باہمی تسکین کرلو۔ اس فقیر مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص رابطۂ خصوصیت ہے۔ یعنی حضرت مولانا سید آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے پیر نے مجھ کو اپنی طرف سے خلافت عطا فرمائی ہے۔

مولانا بریلوی اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے۔ ان کے فتوی پر میں اور میرے مریدان عمل کرتے ہیں۔ بڑی نادانی کی بات ہے کہ ایک خاندان اور ایک سلسلہ کے لوگون میں صورت نفاق پیدا ہو اور میں عن قریب بمبئی سے سورت آؤں گا۔ جملہ مریدان و محبان کو فقیر کی طرف سے سلام و دعا پہنچے۔

عبدہ الفقیر السید ابو احمد المدعو علی حسین الاشرفی الجلانی۔

[الصوارام الہندیہ، طبع دوم اجمیر شریف، ۲۰۰۷ء، ص: ۸۷، ۸۸]

فتاوائے بھیمڑی [بھیونڈی] ضلع تھانہ

[۱۷۹] فتاویٰ 'حسام الحرمین' نہایت صحیح وحق ومدلل ہے۔ ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کو لازم ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ ونجدیہ خذلہم اللہ الی یوم التناد سے اجتناب کرے اور ان کے اقوال وعقائد پر لا حول بھیجے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ کتبہ الحقیر الفقیر الی اللہ المتین المدعو بمحمد امین القادری الچشتی الاشرفی عفی عنہ بھیمڑی ضلع تھانہ'۔

[۱۸۰] بلا ریب جمیع اہل سنت و جماعت کو ان عقائد باطلہ سے اجتناب ضروری ہے اور قائلین ان کے بلا شک کافر اور مرتد ہیں۔ جس کا مفصل حال وکیفیت 'حسام الحرمین' میں مندرج ہے۔ جو بالکل صحیح ہے۔ راقم الحروف حقیر فقیر محمد جسیم امام مسجد مرغی محلہ کرافورڈ مارکیٹ بمبئی، ساکن بھیمڑی'۔

[۱۸۱] الجواب صحیح۔ محمد یوسف صدیق اللہ شاہ چشتی قادری اشرفی عفی عنہ، خطیب جامع مسجد بھیمڑی'۔

[۱۸۲] اصاب من اجاب، محمد یٰسین مدرس مدرسہ نجم الاسلام بھیمڑی'۔

[۱۸۳] صح الجواب، فقیر خادم العلماء والفقراء محمد نور الحق قادری برکاتی نوری غفرلہ ذنبہ المعنوی والصوری'۔

[الصوارم الہندیہ، طبع دوم اجمیر شریف، ۲۰۰۷ء، ص: ۶۶ تا ۶۹، ۷۰]

☆......☆......☆

ضمیمہ: ۲

ضمیمہ: عرب وعجم کا اجماعی کفر وارتداد

آئینہ، جو جھوٹ نہیں بولتا

درج ذیل تحریر یہاں اس لیے پیش کی جاتی ہے کہ علمائے دیوبندیہ کہتے کبھی نہیں تھکتے کہ

علمائے بریلی فتویٰ دینے میں بڑے بے باک واقع ہوئے ہیں۔ درج ذیل محولہ کتاب اور اس کے اقتباسات ان کے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی ایک ایسا آئینہ ہے، جس میں اس مزاج کا ہر شخص اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ کیوں کہ آئینہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتا۔

دربار وارثیہ دیوہ شریف، بارہ بنکی، یوپی کے ترجمان حقیقت حضرت اوگھٹ شاہ وارثی، خانقاہ وارثیہ، بچھرایوں شریف، جے پی نگر، یوپی کی کتاب 'شہاب ثاقب' موسوم بہ 'رد کفر' کے کچھ اقتباسات ہدیۂ ناظرین ہیں۔ واضح رہے کہ ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء میں ماہنامہ 'الرشید' دیوبند کے شمارہ رجب میں مفتی دیوبند محمد عزیز الرحمٰن دیوبندی نے وارثی نسبت رکھنے والے فقرا و درویشوں پر کفر و الحاد کا فتویٰ لکھا اور چھاپا۔ جس کے جواب میں حضرت اوگھٹ شاہ وارثی نے درج بالا کتاب تحریر کی۔ مندرجات کتاب شاہد ہیں کہ حضرت اوگھٹ شاہ کا مطالعہ وسیع تھا۔ برملا اس بات کی سفارش کرتا ہوں کہ کتاب قابل مطالعہ اور شایان دید ہے۔ کتاب کی پہلی اشاعت کا علم نہیں، البتہ دوسرا اڈیشن، جو مارچ ۲۰۰۷ء میں منظر عام پر آیا ہے، سامنے ہے۔ یہ اقتباسات اسی دوسری اشاعت سے ماخوذ ہیں:

ہندوسندھ نہیں، عرب وعجم کا اجماعی کفروارتداد

از: حضرت اوگھٹ شاہ وارثی علیہ الرحمہ

'بہت غور وفکر کرنے سے معلوم ہوا کہ واقعی ابھی اسلام کا نام باقی ہے اور چند مسلمان ایسے ایماندار موجود ہیں، جو شرک اور بدعت کے ازلی دشمن ہیں اور کفر والحاد تو ان کے محلہ میں قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔ وہ کون؟۔ حضرات علمائے دیوبند ہیں اور ان کے ہم خیال ہیں۔ جن کا ایمان تمام عالم کے مسلمانوں کے ایمان سے کہیں بڑا ہے۔ ہم اس تلاش پر خود ناز کرتے تھے کہ ہماری کوشش نے بڑا کام کیا اور ایسے مسلمان ڈھونڈ کر نکالے، جن کے ایمان اور اسلام کا مثل ونظیر نہیں۔ علم وفضل میں یکتا، تحقیق وتدقیق میں یگانہ، تبحر کا یہ حال ہے کہ بیسوں کتابیں اردو میں تالیف کیں۔ تحقیقات کی یہ کیفیت کہ بڑے بڑے دقیق مسائل میں اکابرین سلف سے اختلاف فرمایا۔ امکان

کذب باری تعالیٰ ثابت کیا اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے مثلی میں کلام کیا۔ خاتم النبیین کی شرط بے معنی بتائی۔ وسعت علم رسول پر وسعت علم ابلیس کو ترجیح دی، وغیرہ وغیرہ۔ [المعتمد المستند، مصنفہ مولانا احمد رضا خاں صاحب]

علاوہ اس کے ان علمائے دیوبند کے جسم لطیف پر کفر و الحاد کا دھبہ بھی نہیں لگ سکتا۔ اس لیے کہ یہ دیندار حضرات نہ صوفیائے کرام کے معتقد، نہ علمائے سلف کے قائل، پھر خدانخواستہ یہ لوگ ہماری طرح 'من شک فی کفرہ فھو کافر' کے عذاب مین کیوں گرفتار ہوں گے۔ اسی واسطے ان سمجھ داروں نے یہ روش اختیار کی ہے کہ سلف صالحین سے غرض، نہ صوفیائے کرام سے مطلب اور ائمۂ اسلام کے گروہ میں شامل۔ پس جن مولویوں کے ایسے شائستہ خیالات ہوں اور جو سراپا نمونۂ صفات دِکھائی دیں اور جن کا ظاہر بگلے سے زیادہ سفید اور نورانی نظر آئے، ان کے ایمان و اسلام میں کون شک کرسکتا ہے۔

گو ان ایمان داروں کی تعداد بہت کم ہے کہ بآسانی انگلیوں پر گن سکتے ہیں۔ مگر تاہم یہ اسلام سپوت ایسے مل گئے، جس کی وجہ سے اطمینان ہو گیا کہ اسلام کا نام صفحۂ عالم سے مٹا نہیں، بلکہ اس کا نام لیوا اب بھی باقی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارا یہ گمان بھی غلط ہوا اور ایسا غلط ہوا کہ شیخ چلی کے گھر کی طرح یہ بنا بنایا کھیل ایک آن واحد میں بگڑ گیا۔ کیوں کہ بہت غور و فکر کرنے کے بعد یہ دو چار ایمان دار ہمارے ہاتھ لگے تھے۔ مگر رسالہ 'المعتمد المستند' مطبوعہ ۱۳۲۶ھ اور اسی کے ساتھ 'حسام الحرمین' کو دیکھا، تو حیرت ہوگئی اور ہمارا وہی نکتۂ خیال، جو علمائے دیوبند کے ساتھ وابستہ تھا، چشم زدن میں حرف غلط کی طرح مٹ گیا اور معلوم ہوا کہ حضرت تو چھپے رستم ہیں، جو کفر اور الحاد میں پہلے ہی کمال حاصل کر چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ معمولی ملزم اسلام نہیں ہیں، بلکہ سند یافتہ کافر ہیں اور ان کے کفر کی سند بھی ایسی ویسی سند نہیں، جیسے ہم کوٹوٹی پھوٹی اور نا پرساں عالموں نے سند دی ہے۔ بلکہ ان کے کفر کی سند دار

الاسلام سے آئی ہے اور بڑے بڑے مقتدر اور مشہور مفتیوں نے ان کی سند پر مہریں کر دی ہیں اور یہ سند مجمل طور پر نہیں لکھی گئی ہے، بلکہ علمائے دیوبند کو نام بنام یہ سند ملی ہے اور اس میں صرف ان کی تکفیر ہی کا ذکر نہیں ہے، بلکہ ان کو واجب القتل بھی ٹھہرایا ہے۔

حتی کہ ان کے گروہ پر عذاب وتکفیر کا حکم اس سند میں وضاحت کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ انہیں علمائے دیوبند کے ایک خوشہ چیں نے فقرائے احرام پوش کو کافر وملعون بنایا اور اپنی اور اپنے ان پیشواؤں کی اس مستند تکفیر کو چھپایا۔ لیکن 'من ضحک ضحک' کے مصداق ہوئے۔

اگر یہ مشہور مقولہ یہاں استعمال کیا جائے تو شاید بے محل نہ ہوگا کہ 'ہر فرعون را موسیٰ'۔ کیوں کہ یہ دیوبند کے عالم خود ساختہ شریعت کا ڈنکا بجا رہے تھے اور جن کی ذاتی تحقیق نے عام مسلمانوں کا تو کیا ذکر ہے، خاص سرور عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثلی کا قلع وقمع کر دیا تھا۔ حتی کہ یہ لوگ کذب جناب باری ثابت کرنے کا دعوی کر چکے تھے۔ مگر ان کی تمام قابلیت خدا کے ایک مقبول بندے کے ہاتھ سے خاک میں مل گئی۔ چنانچہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنے رسالہ 'المعتمد المستند' میں نہایت تشریح وتصریح کے ساتھ علمائے دیوبند کے عقائد کی تردید کی ہے اور ان کا کفر اور الحاد ثابت کیا ہے اور پھر اس رسالہ کو مفتیان حرمین کے سامنے پیش کیا اور اس کی تصدیق چاہی، جس پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے چونتیس عالموں نے بکمال شرح و بسط دیوبندیوں کی تکفیر کا فتوی دے کر اپنی مہریں ثبت فرمائے۔

[الف]: شہاب ثاقب، از: حاجی اوگھٹ شاہ وارثی، اوگھٹ شاہ وارثی فاؤنڈیشن، بچھرایوں شریف، جے پی نگر، یوپی، طبع دوم ۲۰۰۷ء، ص: ۳۳ تا ۳۵

[ب]: الصوارم الہندیہ علی مکر الشیاطین الدیوبندیہ، طبع دوم اجمیر شریف، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۵، ۱۶

☆......☆......☆

امیر القلم ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی کی مطبوعات وغیر مطبوعات

پیش کش: شاہ محمد ریان رضا، بمبئی

۱ مسلکِ مختار، صفحات: ۳۲ر مطبوعہ، ادارہ افکار حق، بائسی، پورنیہ، ۱۹۹۳ء
۲ آئینۂ امام احمد رضا، صفحات: ۱۵۰، مطبوعہ، ادارہ افکار حق، بائسی، پورنیہ ۱۹۹۳ء
۳ فضائلِ رمضان وتلاوت، صفحات: ۳۲ر مطبوعہ، ادارہ افکار حق، بائسی، پورنیہ ۱۹۹۴ء
۴ اجالا، (ہندی) صفحات: ۴۸ر مطبوعہ، ادارہ افکار حق، بائسی، پورنیہ ۱۹۹۴ء
۵ کلیاتِ مکاتیبِ رضا، (دو جلدیں) صفحات: ۸۰۰ر مطبوعہ ہند وپاک ۲۰۰۵ء
۶ پروازِ خیال، (فکر انگیز انشائیہ) صفحات: ۸۰ر مطبوعہ ہند وپاک، ۲۰۰۵ء و ۲۰۱۱ء
۷ حیاتِ رضا کی نئی جہتیں، (تحقیق وتصنیف) صفحات: ۲۰۰ر مطبوعہ، بمبئی، ۲۰۰۷ء
۸ خطوطِ مشاہیر بنام امام احمد رضا، (دریافت وترتیب) دو جلدیں، صفحات: ۱۲۲۴ر مطبوعہ بمبئی، ۲۰۰۷ء
۹ امام احمد رضا: خطوط کے آئینے میں، صفحات: ۴۷۰ر مطبوعہ بمبئی، ۲۰۰۸ء
۱۰ آئینۂ حیاتِ قادری، صفحات: ۴۸ر مطبوعہ، بمبئی، ۲۰۰۸ء
۱۱ بولتی تصویریں، (واردات قلب، انشائیہ) صفحات: ۱۴۰ر مطبوعہ، مرادآباد و بمبئی، ۲۰۰۹ء
۱۲ تین تاریخی بحثیں، (تحقیق وتصنیف) صفحات: ۱۴۴ر مطبوعہ، بمبئی، ۲۰۰۹ء
۱۳ مجموعۂ مقالات ’جہانِ ملک العلما‘، (تحقیق وترتیب) صفحات: ۱۲۰۰ر مطبوعہ، بمبئی ۲۰۰۹ء
۱۴ انتخابِ کلام عاطفؔ [شاعری: تریب وتقدیم] صفحات ۲۰۰، مطبوعہ بمبئی ۲۰۰۹ء
۱۵ کلیاتِ عاطفؔ (شاعری: ترتیب وتقدیم) صفحات: ۴۷۶ر مطبوعہ، بمبئی، ۲۰۱۰ء
۱۶ کاملانِ پورنیہ، سوانحی تذکرہ (تحقیق وتصنیف) صفحات: ۴۹۶ر مطبوعہ، بمبئی ۲۰۱۰ء
۱۷ لمعاتِ ولیؔ، (ترتیب وتقدیم) صفحات: ۲۴۰، مطبوعہ، باسنی، ناگور شریف، ۲۰۱۰ء
۱۸ امام احمد رضا: ایک نئی تشکیل، (ترتیب وتقدیم) صفحات: ۱۹۲ر مطبوعہ، بمبئی، ۲۰۱۱ء
۱۹ سفر خوشبو دیش کا، (سفرنامہ) تحقیق وتصنیف، صفحات: ۱۴۴ر مطبوعہ، بمبئی، ۲۰۱۱ء
۲۰ فردوسِ شفاعت، (شاعری: ترتیب وتقدیم) صفحات: ۳۶۰ر مطبوعہ، بمبئی ۲۰۱۱ء
۲۱ تحقیقاتِ امام علم وفن، (دریافت وترتیب) صفحات: ۴۷۲ر مطبوعہ، بریلی شریف ۲۰۱۲ء
۲۲ فکرِ رضا کے نقشہائے رنگ رنگ، (مقالاتِ سیمینار) صفحات: ۳۰۴ر مطبوعہ، بمبئی ۲۰۱۲ء
۲۳ سیمانچل: آج اور کل، (تحقیق وتجزیہ) صفحات: ۳۲ر مطبوعہ، بائسی، پورنیہ، ۲۰۱۳ء
۲۴ اعلیٰ حضرت اور علمائے جبل پور، (تحقیق وترتیب) صفحات: ۲۰۰ر مطبوعہ، بمبئی، ۲۰۱۴ء
۲۵ اسفار امام احمد رضا: ایک تحقیقی وتاریخی جائزہ، صفحات: ۴۰ر مطبوعہ بمبئی ۲۰۱۵ء

۲۶ سفر نامۂ اعلیٰ حضرت، [تحقیق وتدوین] صفحات: ۴۸۸، طبع بنگلور، دسمبر ۲۰۱۵ء
۲۷ شیخ الاسلام: حیات ومکتوبات [شاہ غلام محمد یٰسین رشیدی] صفحات: ۴۰۰، طبع کلکتہ ۲۰۱۵ء
۲۸ حیات حبابیؔ [مفتی شعبان علی نعیمی بلرام پوری] صفحات: ۱۱۲، طبع بمبئی فروری ۲۰۱۶ء
۲۹ مسئلہ اذان ثانی کا تاریخی وتحقیقی پس منظر، صفحات: ۸۰، طبع بمبئی، مئی ۲۰۱۶ء
۳۰ جہانِ منصور ملت [خانوادۂ شیر بیشہ اہل سنت] صفحات: ۳۳۶، طبع بمبئی ستمبر ۲۰۱۶ء
۳۱ بمبئی میں وہابیت کا پہلا قدم، صفحات: ۱۲۸، طبع مسولی شریف ولکھنو، اکتوبر ۲۰۱۶ء
۳۲ کاملان پورنیہ، جلد دوم، [تحقیق وتصنیف] صفحات: ۵۱۲، طبع بمبئی، دسمبر ۲۰۱۶ء
۳۳ اجمیر معلیٰ میں شہزادگان اعلیٰ حضرت، صفحات: ۸۷، طبع باسنی ناگور، ۲۰۱۷ء
۳۴ نقش قدم رسول، از شاہ محمد یوسف رشدی، ترتیب جدید شمس، طبع پورنیہ، فروری ۲۰۱۸ء
۳۵ تاج الشریعہ: ماہ وسال کے آئینے میں، بموقع عرس چہلم بریلی شریف ۳۰/ اگست ۲۰۱۸ء

زیرِ طبع وتکمیل

۳۶ ندوۃ العلما: ایک تحقیقی مطالعہ [تحقیق وتجزیہ] صفحات: قریب ۵۰۰
۳۷ مسئلۂ اذان ثانی کا ایک تفصیلی وتحلیلی مطالعہ، صفحات: ۴۰۰ سے زائد
۳۸ اجمیر پاک میں اعلیٰ حضرت (تحقیق وتصنیف) تخمینہ صفحات: ۵۰۰/
۳۹ تاج الفحول بدایونی اور اعلیٰ حضرت (تحقیق وترتیب) تخمینہ: ۲۵۰/
۴۰ شاہ فاروق حسن صابری رام پوری: حیات ومکتوبات وصحافتی خدمات کا تحقیقی جائزہ، تخمینہ صفحات: ۵۰۰/
۴۱ رشکِ مہر وماہ (مشائخ مارہرہ وعلمائے بریلی کا جامع تعارف وتذکرہ) تخمینہ صفحات: ۴۰۰/
۴۲ حیات قطب پورنیہ، [شاہ محمد یوسف رشیدی] صفحات: ۲۵۰/ سے زائد
۴۳ دیوانِ رشیدیؔ، [شاہ محمد یوسف رشیدی] صفحات سے زائد
۴۴ حیات مظہر، [مفتی محمد ایوب مظہر رضوی] صفحات: ۲۰۰/ سے زائد
۴۵ نذرِ فاروق (پروفیسر فاروق احمد صدیقی کی حیات وعلمی وادبی کارنامے) تخمینہ صفحات: ۳۰۰/
۴۷ سمائے سیمانچل کے سات ستارے، صفحات: ۲۰۰
۴۸ سیمانچل کے مسائل [فکری زاویئے] صفحات: ۸۰
۴۹ افکارِ مودودی کا ایک علمی جائزہ، صفحات: ۴۸
۵۰ ممبئی کا مذہبی منظر نامہ، صفحات: ۱۴۴
۵۱ اسفار امام احمد رضا: ایک تحقیقی وتنقیدی مطالعہ، صفحات: ۱۱۲
۵۲ اعلیٰ حضرت ومفتی اعظم بمبئی میں، صفحات: ۹۶
۵۳ بمبئی میں مفتی اعظم کا جلوۂ صد رنگ، صفحات: ۶۴